

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ کیم رجولائی 2010ء بہ طبق 18 ربیعہ 1431ھ بروز جمعرات بوقت صبح 11
بجھر 45 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر محمد اسلم بھوتانی، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں
منعقد ہوا۔

جناب سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ -

**رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذنَا إِنْ نَسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا حَرَبَنَا وَلَا تَخْمِلْ عَلَيْنَا أَصْرَارًا كَمَا
حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا حَرَبَنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالًا طَافَةً لَنَا بِهِ حَرَبَنَا
وَاعْفُ عَنَّا وَقْفَتَهُ وَاغْفِرْ لَنَا وَقْفَتَهُ وَارْحَمْنَا وَقْفَتَهُ أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكُفَّارِينَ ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ -**

﴿پارہ نمبر ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۸۶﴾

ترجمہ: اے رب ہمارے! نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا پھوکیں۔ اے رب ہمارے!
اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر۔ اے رب ہمارے اور نہ
اٹھواو ہم سے وہ بوجھ کہ جسکی ہم کو طاقت نہیں اور دُرگو رکھ رکھ ہم کو۔ اور رحم
کر ہم پر۔ تو ہی ہمارا رب ہے مذکور ہماری کافروں پر۔ وَمَا عَلَمْيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

جناب سپیکر: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سوالات نہ ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہیں ہوگا، معطل کیا جاتا ہے، اسد بلوچ صاحب! ایک منٹ، سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھ لیں پھر۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: محترم میر حبیب الرحمن محمد حسنی صاحب، وزیر نے اسلام آباد جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔ محترم سردارزادہ رُسْتم خان جمالی صاحب، ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی نے اپنے حلقة کے دورے کی وجہ سے آج کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! آپ ذرا اسکی تصدیق کریں۔ آپ نے کیا پڑھا، کس کی پوچھٹی ہے؟
سیکرٹری اسمبلی: ناصرخان جمالی صاحب کی۔

جناب سپیکر: ناصرخان جمالی صاحب۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟
(رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں)

جناب سپیکر: جی۔ Asad Baloch Minister Agriculture on appoint of order
میر اسد اللہ بلوچ (وزیر زراعت): مہربانی جناب سپیکر صاحب! ایک اہم نکتہ جو پوری اسمبلی کے، سارے معزز ممبران جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جس نکتہ پر میں بات کرنا چاہتا ہوں وہ بلوچستان اور بلوچستان کے کلچر اور اس سرزی میں سے وابسطہ ہے۔ جناب سپیکر صاحب! پہلے دور میں، میں اسمبلی کا ممبر تھا، یہاں ایک کمیٹی بنی جماکا میں چیزیں تھا۔ بلوچستان اسمبلی کا مونوگرام نہیں تھا وہ بلوچستان گورنمنٹ ہی کا مونوگرام استعمال کر رہی تھی۔ اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنی۔ اور ہم نے جو مونوگرام بنایا اسوقت جو میرے ہاتھ میں ہے اسمیں ہمارے پہاڑ ہمارے سمندر ہماری سرزی میں کی تمام ثقاافت و کلچر اسمیں ہیں۔ kindly نہایت ہی احترام کے ساتھ کہ یہ ٹشوپیپر کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ اور کپوں کے نیچے جو چائے آپ دیتے ہیں استعمال ہو رہا ہے۔ میں request یہی کرتا ہوں کہ جو قویں اپنے کلچر کا احترام نہیں کرتی ہیں وہ آگے نہیں بڑھتی ہیں۔ میری humble request کے طور پر ایک ہے کہ اگر یہند کریں تو بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: آپ کا پواسٹریکارڈ پر آگیا ہے۔ ٹھیک ہے جی۔ جی مولا نا باری صاحب!

مولانا سید عبدالباری آغا (وزیر پلک ہیلٹھ انجینر گ): یہ ٹھیک ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ بلوچستان کے جو ذرائع آمدنی ہیں وہ صرف بجلی پر ہیں اور بجلی اسوقت ہے نہیں بالکل ناپید ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: باری صاحب! اس بارے میں ایک قرارداد آ رہی ہے۔

وزیر پلک ہیلٹھ انجینر گ: زمیندار سراپا احتجاج پر ہیں۔ جناب سپیکر! ہمارے بلوچستان کے جتنے main راستے ہیں وہ بند پڑے ہیں۔

جناب سپیکر: باری صاحب! میری ایک گزارش سنیں۔

وزیر پلک ہیلٹھ انجینر گ: اس پر آپ فوری طور پر اقدام اٹھائیں۔

جناب سپیکر: میری گزارش سنیں۔

وزیر پلک ہیلٹھ انجینر گ: جی۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں اگلا جو ہمارا item ہے وہ اُسی سے related ہے۔ اس پر آپ انہمار خیال کچیئے گا۔ ٹھیک ہے۔

وزیر پلک ہیلٹھ انجینر گ: وہ تحریک ہے۔ جناب سپیکر! اُس تحریک میں آپ میرا نام بھی ڈال دیں۔

جناب سپیکر: جی اُسی پر۔ جی۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر بی.سی.ڈی.اے): میں اس ایوان کی توجہ ایک اہم نویعت کے مسئلے پر دلانا چاہتا ہوں۔ آپ لوگوں نے شاید اخبارات میں پڑھا ہے پرسوں رات کے دو بجے ایرانی فورسز نے پاکستان کے بارڈر میں گھس کر کوئی دس کلومیٹر سر کیزی ایک گاؤں ہے وہاں انہوں نے شیلگ کی ہے اور فائز گ کی ہے۔ اور وہاں جو اگئی دکانیں تھیں اُنکو نقصان پہنچایا ہے۔ تو

جناب سپیکر! یہ عجیب بات ہے کہ ہماری فورسز بھی وہاں deploy ہیں۔ وہاں ایک چیک پوسٹ ہے ایف سی کی، پر ٹگان جس کا نام ہے وہ خاموش تماشائی بیٹھ کر دیکھتا رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ایوان کے توسط سے وفاق کو convey کریں کہ ایران کے جو سفیر ہیں اُن کو بلا کر اس واقعے پر احتجاج کریں اور اُن سے کہیں کہ آئندہ اس طرح کے واقعات نہ ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ وزیر قانون موجود ہیں۔ انہوں نے آپ کا point ہے۔

جناب سپیکر: جی جعفر خان صاحب! She will raise it with the Federal Government.

شیخ جعفر خان مندوخیل: بلیدی صاحب نے جو point پیش کیا ہے، واقعی یہ صحیح پوائنٹ ہے۔ ہمارے افغان بارڈر کے اوپر وہاں جب میں گیا تھا اور لوگوں نے یہ کہا کہ یہاں روز افغان فورسز یہ خلاف ورزیاں کرتی ہیں۔ اور اندر آ کر کے لوگوں کو پکڑتے اور مارتے بھی ہیں۔ واقعی اُس طرف جو ایران بارڈر لگتا ہے وہ لوگ کر رہے ہیں اور ادھر جو افغان بارڈر لگتا ہے وہاں بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ پیک نے آ کر کے کئی دفعہ ہم سے اسکی شکایت کی ہے۔ بلکہ پچھلے سیشن میں اگر آپ کو یاد ہوا سمبلی میں بھی آئے تھے۔ تین چڑواہے افغان فورسز نے specially شامی اتحادووالے جدھر تھے، انہوں نے اُن لڑکوں کو وہاں قمر دین بارڈر کے اوپر مارا ہے۔ میں خود اُنکی فاتحہ کیلئے گیا تھا۔ یہ ایک اہم point ہے۔ اگر آپ کے move through یہ ہو جائے۔

جناب پیکر: یہ فارن منٹری سے related ہے۔ مفسٹر پارلیمنٹری افیئرز کر رہی ہیں۔ اور وہ اس کو فیڈرل گورنمنٹ سے take-up کریں گی۔ جی صادق صاحب! آپ کچھ کہہ رہے تھے۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر مواصلات و تعمیرات): میرا پوائنٹ آف آرڈر ایک بہت اہم ایشو پر ہے۔ جوانسانیت کا ایک مسئلہ ہے۔ جناب! کئی دنوں سے سول ہسپتال کوئٹہ کے ڈاکٹر زہرatal پر ہیں۔ مریض وہاں پڑے ہوئے ہیں، مر رہے ہیں۔ ڈاکٹر زہرatal پر ایک میکن چلا رہے ہیں لیکن سول ہسپتال میں ڈیوٹی نہیں دیتے ہیں آج آپ مہربانی کر کے خدا کے واسطے ایک کمیٹی بنائیں، چلیں میں دکھاتا ہوں مریضوں کا دو مریض تو ایسے ہیں جو قیدی ہیں۔ کل میں خود اُنکے پاس گیا ہوں۔ اُنکی جو حالت ہے وہ مر رہے ہیں ڈاکٹر زہرatal پر ہیں۔ وہاں میں نے ایک ایس کو بلا یا۔ میں نے ایک ایس صاحب سے کہا کہ دیکھیں آپ کی ذمہ داری ہے۔ اگر انکو کچھ ہوا، جس وارڈ میں جو ڈاکٹر نے انکو admit کیا، اُس کخلاف میں قتل کا کیس درج کراؤں گا hospital جانے سے پہلے۔ جناب پیکر! میں نے اپنے معزز مفسٹر ہمیلتھ صاحب کو بھی فون کر کے اس صورتحال سے آ گاہ کیا لیکن کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ لیکن خدارا! انسانیت کی بات ہے، لوگ مر رہے ہیں، علاج نہیں ہو رہا ہے۔ پورے بلوچستان سے لوگ آتے ہیں علاج کیلئے یہاں علاج اُنکا نہیں ہو رہا ہے۔ اس مسئلے کا ایک حل نکالا جائے اتنے عرصے سے جو strike ہے، اسکے اسباب کیا ہیں؟ اسکو ختم کیا جائے۔ ڈاکٹروں پر پابندی لگائی جائے۔ اور جس ڈاکٹر کے شعبے سے جو مریض اُسکے وارڈ میں ہے۔ اگر اسکی death ہو جاتی ہے، اسکو نقصان ہوتا ہے۔ تو ہمارے اس معزز ایوان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اُنکے خلاف جا کر F.I.R. درج کرائیں۔

اور اس سلسلے میں آپ مہربانی کر کے فوری طور پر ایک رولنگ دے دیں۔ یہ انسانیت کا مسئلہ ہے۔ اب جا کر میں انکو وہ مریض دکھا بھی سکتا ہوں۔ اس پر مہربانی کر کے جناب سپیکر! آپ فوری طور پر ایک رولنگ دے دیں۔ ایک کمیٹی تشكیل دیں اور وہ جا کر ہسپتال کی حالت دیکھے۔ ابھی میں آپ کے دفتر میں پڑھ رہا تھا۔ ایکس کروڑ روپے کی ادویات خریدی گئی ہیں۔ لیکن میں میں کہتا ہوں کہ اکیس روپے کی ادویات مریضوں کو نہیں ملتیں۔ تو مہربانی کر کے اس پر توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر: Thank you جی منشی پارلیمنٹری افیزز! ایک منٹ، میں اسد بلوچ صاحب کو سُن لوں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو جواب دینا پڑے۔ جی اسد بلوچ صاحب!

میرا سداللہ بلوچ (وزیر زراعت): Thank you جناب سپیکر صاحب! صادق صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے۔ بے شک یہ ایک انسانی ہمدردی اور ہم بلوچستان میں بیٹھے ہوئے ہیں، ہماری ذمہ داری بنتی ہے جن لوگوں کا جو پروفیشنل ہے وہ اپنے پروفیشنل پر قائم رہیں۔ لیکن اگر ایک پہلو کو دیکھا جائے اور دوسرے پہلو کو نظر انداز کیا جائے یہ بھی نا انصافی ہوگی۔ سوال یہ بتا ہے کہ strike ہوا کیوں اسکی وجہات کیا تھیں؟ اسکے مضرات کیا تھے؟ ڈاکٹر نسیم، ڈاکٹر دین محمد اور ڈاکٹر سلیم یہ وہ ڈاکٹرز ہیں جو بلوچستان گورنمنٹ کے ملازم ہیں انکو اٹھایا گیا۔ آج دو تین مہینے نسیم کو ہو گئے ہیں، چھ مہینے ڈاکٹر دین محمد کو ہو گئے ہیں، کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ جناب سپیکر صاحب! اس دن آپ نہیں تھے سارے ڈاکٹرز یہاں آ کر strike کر رہے تھے کہ ہمارے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ وہ کون کر رہا ہے؟ میں نے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھ کر یہ بتایا تھا۔ کم از کم اُن لوگوں کی، جو ایجنسیاں انکو اٹھاتی ہیں۔ ڈاکٹر نسیم کو اٹھایا گیا۔ اُن سے یہی کہا گیا کہ آپ کے تعلقات ڈاکٹر اللہ نذر کے ساتھ ہیں آپ اسکے رشتہ دار ہیں۔ ڈاکٹر اللہ نذر تو بلوچستان کا رہنے والا ہے۔ اسکے رشتہ دار بھی ہیں اسکے دوست بھی ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ کہ اگر کسی نے جرم بھی کیا ہے۔ پاکستان کا قانون law کیا کہتا ہے؟ law کی آواز کیا ہے؟ وہ جا کر پولیس میں R.I.F. درج کریں۔ اس میں trial کریں۔ سزا انکو دینی چاہئے۔ لیکن جس طریقے سے ڈاکٹروں کو اغوا کئے جا رہے ہیں۔ آپ سنیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ اُنکے موقف کو بھی سنیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے Thank you منشی پارلیمانی افیزز! صادق عمرانی صاحب نے جو پوائنٹ raise کیا ہے وہ بہت important ہے۔ اُس پر آپ گورنمنٹ سے take-up

کریں کہ کم از کم یہ ہڑتال ختم ہو، تاکہ مریضوں کا علاج ہو۔
محترمہ شمع پروین مگسی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جی شکریہ جناب سپیکر!
جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں صادق عمرانی صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ جیسے کہ ڈاکٹروں نے ہڑتال کی ہے دس دن کیلئے اور ہمارے وزیر صاحب منشرا یگر یکلپر انہوں نے بھی اپنی بات کی۔ انکی بات بھی بجا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ یہاں جتنے ڈاکٹرز جنہوں نے ہڑتال کی ہے۔ اس پہلو کو بھی دیکھا جائے کہ جتنے بھی مریض ہیں وہ کہاں جائیں، انکا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ میں کل کا ایک واقعہ آپ کو بتاتا ہوں جو ہمارے گھر میں ہوا ہے۔ اور یہ صرف نہیں کہ میری والدہ ہیں وہ آپ سب کی والدہ ہیں۔ وہ دل کی مریضہ ہیں۔ اور کوئی چار مہینے سے، آپ سب کو معلوم ہے کہ وہ بہت علیل ہیں۔ تو انکی طبیعت دودن سے بہت ہی خراب تھی۔ تو میں خود ہی یہاں تھی۔ اور انکے جو ڈاکٹرز تھے ان کو میں بلا قی رہی۔ آپ یقین کریں کہ کل پھر یہ ہوا کہ ایم جنسی میں ایک کارڈیا لو جست کو میں نے انکے گھر سے اٹھایا۔ تمام فونز بھی بند تھے۔ اتنی پریشانی کی حالت میں انکو اٹھا کر میں لیکر آئی۔ یہ تو میں اپنے مطلب توسط سے اور اتنی پریشانی میں جا کر گھر سے ایک ڈاکٹر کو لیکر آئی۔ لیکن ایسے لوگ بھی ہیں کہ وہ اس طرح کرنہ نہیں سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے منشرا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس بات کو منظر رکھتے ہوئے جیسے کہ عمرانی صاحب نے کہا کہ ایک strong committee بنائی جائے۔ اور ہم لوگ اس بات پر غور کریں۔ اور انکی جو ہڑتال ہے اسکو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر: منشرا صاحب! ہر بات پر میرے خیال میں کمیٹی نہیں، گورنمنٹ خود بھی کچھ activate according to rules، rules سامنے ہیں۔ اگر اس طرح کی کوئی بات ہے تو government اسی میں کوئی ایسا نہیں ہے to ensure کہ جی لوگوں کا علاج ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی ہاں! آپ کی بات بالکل درست ہے اگر پرائیویٹ ڈاکٹرز اسی میں وہ نہیں کرتے ہیں لیکن گورنمنٹ کے جو ڈاکٹرز ہیں کم از کم وہ اپنے فرائض سرانجام دیں۔

جناب پسیکر: وہ گورنمنٹ کا کام ہے کہ اُنکو ensure کرے۔ تو اسکو آپ سی ایم صاحب سے take-up کریں۔ یہ بہت ہی sensitive مسئلہ ہے۔ اور لوگوں کا علاج ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی۔ Thank you

جناب پسیکر: صادق صاحب! اگر مجھے آپ کا روایٰ چلانے دیں please۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر پر۔

جناب پسیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جو گزارشات اس ایوان میں پیش کیں۔ ایک آدمی مر رہا ہے آپ اُسکا علاج نہ کریں اور دوائی بھی نہ دیں کہ جی take-up کریں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ فوری مسئلہ ہے۔ آپ مہربانی کر کے کوئی۔۔۔۔۔

جناب پسیکر: تو ہم نے آپ کی بات ہی کوآگے بڑھاتے ہوئے پارلیمانی افیئر ز کے۔۔۔ (مداخلت)

وزیر مواصلات و تعمیرات: پھر فوری طور پر ہم پرائیویٹ کوئی ڈاکٹر hire کریں۔ جو باہر سے آ کر اُنکا علاج کریں۔

جناب پسیکر: صادق صاحب! دیکھیں میں نے منظر صاحبہ! یہی گزارش کی سے She is representing the government here. مرضیوں کے علاج کا تدارک ہونا چاہیئے۔ ابھی گورنمنٹ پر ہے وہ کیا adopt کرتی ہے۔ کوئی طریقہ اختیار کرتی ہے۔ That depends upon the government. ہیئت گذشتگری کے ساتھ بیٹھ کر یقیناً اُن کو۔۔۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جیسے میں نے آپ سے کہا کہ اس بات کوآگے۔۔۔ (مداخلت)

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب پسیکر! ایک آدمی مر رہا ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ جی فوری طور پر آپ کوئی حکم دے دیں۔

جناب پسیکر: تو میں نے یہی۔۔۔ (مداخلت)

وزیر مواصلات و تعمیرات: اسد صاحب نے جو بات کی بالکل میں اُس سے بھی اتفاق کرتا ہوں۔

ہمیں ڈاکٹروں سے بھی ہمدردی ہے۔ ایک مر رہا ہے اُنکو ہم علاج نہ دیں پھر ادھرس لئے بیٹھے ہیں۔

جناب پیکر: صادق صاحب! بات یہی ہے کہ chair تو گورنمنٹ کو ہی direct کرے گی اور پارلیمنٹری --- (مداخلت)

وزیر مواصلات و تعمیرات: sir میں تو یہی request کرتا ہوں کہ ابھی ابھی آپ سیکرٹری ہیلتھ کو یہاں طلب کریں۔ تمام پارلیمانی پارٹی گروپس یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کوئی فیصلہ دے دیں۔ کیونکہ اگر وہ strike پر ہیں۔ (مداخلت)

جناب پیکر: مولانا صاحب! سینئر منستر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: اگر وہ strike پر ہیں تو اور کوئی ڈاکٹرز لائیں باہر سے ڈاکٹرز hire کر کے لائیں تاکہ ان کو دوائی تو دیں۔

جناب پیکر: صادق صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ غزالہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ منستر صاحب! ہم سینئر منستر کو سُن لیں پھر آپ کو بھی سُوں گا پلیز۔ Please cooperate with the Chair, please.

جی سینئر منستر صاحب! بڑا sensitive issue ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب پیکر! ابھی میں جا کے ہیلتھ منستر سے بھی اس معاملے پر بات کروں گا۔

Mr . Speaker: Please order in the House.

-محترمہ! please

سینئر وزیر: ابھی میں نے اس معاملے میں ہیلتھ منستر سے بھی معلومات لے لیں اور میں نے ان سے کہہ دیا کہ یہ مسئلہ کیا ہے اور اس پر کیا ہو گا؟ جناب پیکر! جیسا کہ دوسرے ارکان اسمبلی کا موقف ہے۔ کیونکہ ڈاکٹروں کا ہڑتاں کرنے کا سرے سے حق نہیں بنتا ہے۔ لیکن ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں یہاں ہم اسمبلی میں تو بات کرتے ہیں جب ان لوگوں کے خلاف کارروائی کی نوبت آتی ہے تو پھر کوئی میرا بن جاتا ہے یا کسی دوسرے کا بن جاتا ہے یا کسی تیرے کا بن جاتا ہے۔ اُنکا فیور کرتے ہیں۔ ورنہ میں اس حق میں ہوں کہ اس کیلئے کمیٹی بنائیں یا چیف منستر سے رابطہ کریں۔ لیکن اُنکے خلاف مؤثر کارروائی ہو۔ صرف کاغذی اخبارات کے بیانات تک نہ ہو۔ اور ہم سب اس پر متفق ہو جائیں یہ زید ہو، بکر ہو، خالد ہو جو بھی ہو لیکن انکی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ مریضوں کا علاج

کر لیں۔ لیکن یہ کیا معاملہ ہے کہ لوگ انوا ہوئے ہیں۔ اگر انوا کاروں نے میری بات سنی کہ کچھ لوگ انوا ہوئے ہیں۔ انوا کاروں نے ایک گناہ کیا ہے۔ ایک تو ہماری کمزوری یہ ہے کہ ہماری حکومت نے اب تو اپنے آپ کو اس طرح رکھا ہوا ہے کہ لوگ سر عام انوا ہو رہے ہیں۔ اور جا کے پھر ہم لوگوں سے کہتے ہیں ہماری حکومت کے ذمہ دار لوگ، لوگوں سے کہتے ہیں کہ ان کیسا تھی بات بناؤ میں کچھ نہیں کر سکتا ہوں۔ ایک تو ہماری حکومت کی کمزوری روزاً ڈال سے ہے۔ یہ تو اپنی جگہ پر لیکن اب ڈاکٹروں کو کیا حق پہنچتا ہے۔ جرم کسی اور نے کیا ہوا اور سزا مریضوں کو دیتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں اسکے لئے فوری طور پر اگر آپ رونگ دے دیتے ہیں تو بھی میں اسکے حق میں ہوں۔ آپ ایک رونگ دے دیں کہ اس معاملے میں جو بھی ہوں، مریضوں کا علاج کر لیں ورنہ انکے خلاف کارروائی dismiss ہو سکتے ہیں جس طرح بھی ہو وہ کر لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب سپیکر: جی، منستر پارلینمنٹری آفیسر!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: جناب سپیکر! میں مولانا صاحب کی بات کو second کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن ایک بات ضرور میں کہتی ہوں کہ law یہ بھی نہیں کہتا ہے کیونکہ یہ سرکاری ڈاکٹر ز ہیں، سرکاری ٹیچر ز ہوں، جو بھی ہوں، ان میں کوئی ایسا law نہیں ہے کہ یہ لوگ احتجاج کریں۔ اسکو ضرور آپ منظر رکھیں۔ کیونکہ یہ سرکاری ڈاکٹر ز ہیں۔ انکی خلاف ورزی پر کارروائی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، پر عبدالقادر صاحب! میں ٹائم دے رہا ہوں پلیز! محترمہ! پلیز۔

محترم غزالہ گولہ بیگم (وزیر ترقی نسوان): ایک پوائنٹ ہے جناب سپیکر!

جناب سپیکر: محترمہ! please۔ جی، پر عبدالقادر صاحب! ایک ہی اپوزیشن ممبر ہے اسکو تو حق ہے بولنے کا نام جی۔

پر عبدالقادر گیلانی: جناب سپیکر! مولانا عبدالواسع صاحب نے ایک بات کی کہ جن افراد کے جن ڈاکٹروں نے ہڑتال کی ہے اُنکے خلاف کوئی ایکشن لیا جائے یا جو جو agree ہو، بھلے اُنہیں dismiss بھی کیا جائے۔ پولیس، تعیینی ادارے اور صحت کے ادارے، یہ ایسے شعبے ہیں جن کے افراد اگر ہڑتا لوں پر جائیں گے۔ ٹھیک ہے اگر انہوں نے ہڑتال کرنی ہے۔ ایک symbolic ہڑتال کی جائے۔ ایک گھنٹہ کی آدھے گھنٹے کی ہڑتال کی جائے تاکہ لوگ affect نہ ہوں۔ ایک کمیٹی

جس طرح سے ہمارے تمام ساتھیوں نے کہا اگر کوئی مریض یہاں آپ رونگ دیں، مولا نا صاحب commitment کریں مفسٹر لاء commitment کریں کہ اگر کوئی مریض ان ڈاکٹروں کی وجہ سے انکی ہڑتال کی وجہ سے ہلاک ہوتا ہے تو پھر انہی ڈاکٹرز کے خلاف جو اسوقت اُس ہسپتال میں انکی ڈیوٹی ہوں اور وہ ہڑتال میں ہوں اُنکے خلاف F.I.R. درج کی جائے (ڈیک بجائے گئے) plus انکو اُنکی نوکریوں سے برخاست کی جائے۔ جناب سپیکر! اصل مسئلہ ہر طبقہ آجکل ہڑتال کو اپنا، آج سے کچھ عرصہ پہلے، ٹھیک ہے اگر آپ آج ڈاکٹروں کی بات نہیں سُنتے تو کچھ عرصہ پہلے پولیس والوں کی ہڑتال ہوئی تھی۔ آج تک وہ سارے dismiss ہیں۔ انہیں حکومت کیوں بحال نہیں کرتی؟ اگر انہوں نے ایک قصور کیا تھا۔ انہوں نے بھی تو اپنا پوائنٹ منانے کیلئے ایک دن ہڑتال کی تھی۔ یہاں اگر دوس دن سے ہڑتال چل رہی ہے Law Enforcing Agencies plus Health والے۔ حکومت ہی اگر پوری ہڑتال پر آجائے تو ممبران وہ تمام حکومت کے ہیں۔ سینئر منشیر صاحب نے حکومت کی بے بسی کا کہا کہ انہوں جو لوگ ہوتے ہیں، اُنکے خلاف حکومت بے بس ہے۔ تو حکومت اُنکے خلاف بھی کوئی action لے۔ جس طرح اسد بلوچ صاحب نے کہا کہ کسی شخص کو بھی، پاکستان کا ایک قانون موجود ہے جس کے اندر 420 کے مقدمے سے لیکر دہشت گردی کے مقدمے تک سب کیلئے قانون موجود ہے۔ کسی کو اگر اٹھایا جاتا ہے تو کم از کم اُسے کسی court میں پیش کیا جائے۔ کوئی طریقہ اُسکے لئے اختیار کیا جائے۔ Thank you جی۔

جناب سپیکر: Thank you پیر صاحب! جی غزالہ گولہ صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کیا کہنا چاہتی تھیں؟

محترمہ غزالہ گولہ بیگم (وزیر ترقی نسوان): Thank you سپیکر صاحب! جو بات کہنا چاہ رہے تھے تمام ممبرز وہی بات دہرا لیتے ہیں۔ یہ بات تھی کہ اگر strike پر بھی ڈاکٹرز جارہے ہیں تو اس چیز کو بھی confirm کیا جائے کہ شام کو پرائیویٹ جو clinics کھولے جاتے ہیں آیا وہی ڈاکٹرز ہیں جو strike پر ہیں۔ پھر ان کی strike وہاں پر کیوں نہیں کام کرتی۔ اس طرح سے وہ اپنے پرائیویٹ clinics کو بھی بند کر دیں اگر وہ on strike ہیں تو۔

جناب سپیکر: ok. ok. جی شاہنواز مری صاحب! You are last on this subject. اُس کے بعد میں ruling دوں گا۔

میرشاہ نواز خان مری (وزیر کھلیل و ثقافت): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ پیکر صاحب! بہت مہربانی کے آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ سر! اگر ڈاکٹر زبھی ہڑتال پر چلے جائیں اور اسکوں کے ٹیچرز بھی ہڑتال پر چلے جائیں اور پولیس بھی ہڑتال پر چلی جائے تو گورنمنٹ کہاں ہے؟ تو میں یہ سمجھتا ہوں میں پہلے یوروکریسی میں بھی رہا ہوں تو اس قسم کا نام ان کے خلاف سخت action لیا جائے۔ اب رہ گیا یہ کہ جو لوگ غائب ہیں تو پولیس کی ڈیوٹی ہے کہ وہ ان کو ڈھونڈے اور گورنمنٹ action میں آجائے۔ اور دوسری بات یہ ہے سراہمیں یہ کتابیں تین دفعہ پہلے دی گئی ہیں یہاں پہلک اکاؤنٹس کمیٹی ہے نہ یہاں کوئی آڈٹ کرنے والا ہے۔ تو یہ فناش نہیں ہے تو ان کتابوں کو ہم لیکر کیا کریں گے۔

جناب پیکر: یہ بات اگر پیر عبدالقدار گیلانی کریں تو سمجھ میں آتی ہے ایک کیفت ممبر کی طرف سے تو یہ بڑی عجیب سی بات ہوتی ہے۔ بہر حال آپ تشریف رکھیں۔ ابھی تو ٹیبل ہی نہیں ہوئی ہیں مجھے پتہ نہیں ہے ابھی تو یہ ٹیبل ہی نہیں ہوئی ہیں آپ نے کتاب اٹھالی ہے It is yet to be tabled. جاسکتی ہے نا جی پھر آپ بات کیجئے گا۔ مولانا واسع صاحب! ڈاکٹر زکی ہڑتال کے حوالے سے آپ کی سربراہی میں تمام پلیٹکل پارٹیز جن کی یہاں اسمبلی میں representation ہے اُن میں سے ایک ایک نمائندہ ہو۔ Inculding Pir Abdul Qadir from opposition. یہ کہ ان کے خلاف کیا ہونا چاہیے یا ان کی findings ہیں تو۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ۔۔۔ (مداخلت) میں رونگ دے رہا ہوں No further, no Asad Baloch, please. اس پر اگر نہیں میں نے آپ کو سن لیا ہے اگر ان کی genuine grievances ہیں تو ان کو remove کیا جائے ورنہ یہ according to the Rules essential service کے اُنمیں آتا ہے اور آپ اپنے تین دن میں findings گورنمنٹ اس معاملے کو اٹھائے اور آپ اپنے 1974ء کے قاعدہ شیخ جعفر مندوخیل صاحب اپنی تحریک التوانہ 1 پیش کریں۔

تحریک التوانہ 1

شیخ جعفر خان مندوخیل: شکر یہ جناب پیکر! میں اسمبلی قواعد و انصباط کا مرجم 1974ء کے قاعدہ

نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک اتوکا نوں دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ ”صلح ثواب میں بالخصوص آبنوشی اور صوبہ کے دیگر اضلاع جن میں ضلع قلعہ سیف اللہ (کان مہترزی) نسی، لورالائی، زیارت، خضردار، قلات، مستونگ، پنجگور، قلعہ عبد اللہ اور پشین شامل ہے، میں طویل لوڈ شیڈنگ کے باعث زراعت تباہ ہو رہی ہے جسکی وجہ سے مذکورہ اضلاع کے عوام اور زمیندار سراپا احتجاج ہیں۔ اور ساتھ ہی واپڈا کا عملہ اور عوام دست و گریباں بھی ہیں، جسکی وجہ سے واپڈا کا عملہ عدم تحفظ کا شکار بھی ہے جس کا اعتراض پاکستان واپڈا ہائیئر روالیکٹر یونین بھی کرچکی ہے (خبری تراشہ مسلک ہے)“۔

جناب سپیکر: تحریک اتو نمبر 1 پیش ہوئی۔ حجی جعفر خان! اس کی admissibility پر اگر آپ مختصرًا بیان دیں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: شکریہ جناب سپیکر! سب سے پہلے بات تو یہ ہے کہ بلوچستان میں بجلی کتنی استعمال ہوتی ہے؟ ٹوٹل ملک کی جو consumption ہے اس کی پانچ پرسنٹ بھی استعمال نہیں ہوتی۔ پھر دوسرے صوبوں کو اگر آپ دیکھ لیں پنجاب کی زراعت یا سندھ کی زراعت کچھ پر سنتھ اس کی ٹیوب ویز کے اوپر آتی ہے اور ان کی even آبنوشی کی اسکیمیں بھی اُسی دریا سے وہ لوگ پانی لیتے ہیں دریائی پانی آتا ہے۔ تو انکی زراعت بڑی کم متاثر ہوتی ہے کچھ ایریا ز جدھر ٹیوب ویز ہیں۔ اگر بلوچستان آپ دیکھیں سوائے نصیر آباد ڈویژن کے جس میں جمل مگسی اور دوسرے آتے ہیں ادھر تھوڑا نہری پانی ہے بقایا تمام بلوچستان وہ ٹیوب ویز کے اوپر depend کر رہا ہے جو ہماری اکانومی کا اس بجٹ میں بھی white paper میں ذکر تھا زراعت کے اوپر depend کرتا ہے۔ تو وہ زراعت اس حد تک تباہ ہو رہی ہے کہ لوگوں کے کنوئیں خشک ہو رہے ہیں۔ ایسے علاقے ہیں جہاں ایک ٹینکر پانی اٹھا رہ سوئک ملتا ہے ابھی اٹھا رہ سو میں زمیندار پانی لیں، پھر اپنے درختوں کو دیں پیسے کدھر سے لائیں اس کا بھی وس نہیں ہے عجیب سلسلہ بیہاں بنا ہوا ہے۔ پنجاب میں تو دوسرے sectors متاثر ہوں گے۔ سندھ، کراچی میں دوسرے sectors متاثر ہوئے لیکن جہاں لوگوں کا نان نفقة 70% سے 80% زراعت کے اوپر ہے وہ متاثر ہو رہے ہیں اسکے سوا ہماری آبنوشی کی اسکیمیں وہ بھی اس سے متاثر ہوئی ہیں اور لوگوں کو پینے کا پانی نہیں مل رہا ہے۔ کیونکہ تمام آبنوشی کی اسکیمیوں کی اکثریت وہ بھی 70%-80% وہ بجلی کے ذریعے ٹیوب ویل

سے پانی نکلتے ہیں۔ تو وہ بھی اس سے متاثر ہورہے ہیں۔ اور آپ دیکھ لیں پورے صوبے میں سب سے پہلے میرے اپنے ضلع میں لوگ گئے ہیں گرڈ اسٹیشن پر انہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے ضلع قلعہ سیف اللہ میں یہی حال ہے ضلع لورالائی میں یہی حال ہے۔ رہ گیا یہ جو تحریک التوا پیش کی ہے اسکے نیچے تو تین تراشے ہیں۔ آج کا اخبار آپ دیکھ لیں پنجگور میں ہر جگہ مظاہرہ ہورہا ہے۔ پھر ہم لوگوں کے خلاف لوگ مظاہرے کرتے ہیں۔ کیونکہ عوامی نمائندے basically ہم ہیں۔ لوگ کہتے ہیں آپ لوگ ہمارا یہ مسئلہ کیوں حل کرو سکتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معاملات وہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ ابھی روڑ ز بلاک ہورہی ہیں ہائی ویز بلاک ہورہے ہیں۔ سب سے بڑی میں سمجھتا ہوں کہ تکلیف تو یہ ہے کہ جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس صوبے کیلئے یا بلوچ قوم کیلئے یا ایک بلوچستانی قوم کیلئے ہم لوگ کام کر رہے ہیں وہی لوگ ان ہمبوں کو اڑارہے ہیں۔ سب سے پہلے اُنکے اوپر بھی بات آتی ہے آپ کیوں اپنے لوگوں کا، کل تو پتہ نہیں ہے اُن کو کیا ملے گا آج جو انکا نان نفقہ ہے باپ داد نے ایک چھوٹی زمین چھوڑی ہوئی ہے پتہ نہیں کس مشکل سے اُس نے آباد کیا ہے آج ہمارے so called قوم پرست وہ اُنکے کھبے اڑارہے ہیں ٹاور اڑارہے ہیں جس کی وجہ سے واپڈا کو بھی ایک genuine problem ہے۔ لیکن اُن کو بھی میں یہ request definitely I am not a Minister میں کر سکتا کرتا ہوں۔ کیونکہ میں تو Minister action میں گے گورنمنٹ اُس کے اوپر action لے لیں۔ کہ بھی کم از کم اپنے لوگوں کا تو خیال رکھ لیں۔ 70 سے 80% آبادی آپ کی اگر بر باد ہوگی تباہ ہوگی انکی زمینداری اور باغات ختم ہو گئے پھر آپ بلوچستان کو جو بھی گل و گلزار کر دیں اُنکا کسی کام نہیں آیا گا۔ اُنکا گھر کا نان نفقہ ختم ہو گیا تو اُنکا یہ کوئی کام نہیں آیا گا۔ اسکے سوا کچھ اور بھی problem ہے جس کو واپڈا hide کر رہی ہے۔ ابھی مجھے پتہ لگا ہے کہ اس لائن کے اوپر کوئی 70، 74 کلومیٹر لائن، پرائیویٹ ذرائع سے پتہ لگا ہے، میں یہ دعوے سے 100% نہیں کہہ سکتا ہوں کہ یہ صحیح ہے یا نہیں ٹاورز کے بولٹ کھولے جاتے ہیں لوگ اپنی بلیک مینگ کیلئے کھولتے ہیں۔ صرف یہ بھی نہیں ہے کہ یہ بی ایل اے یا دوسرے قوم پرستوں کو جو الزام دیا جاتا ہے۔ اسیں کچھ دوسرے لوگوں کا بھی ہاتھ ہے۔ وہ ٹاورز کے بولٹ کھول لیتے ہیں جب ہوا آتی ہے تو وہ ٹاورز ہل کر گر جاتے ہیں اس سے پھر یہ تار چوری کر لیتے ہیں۔ 74 کلومیٹر کی مجھے اطلاع ملی ہے کہ اسی میں لائن کے اوپر تار بھی چوری ہوئی

ہے کیونکہ واپڈا سے تقدیق کی جا سکتی ہے وہ میں سمجھتا ہوں ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ 74 کلومیٹر کس روٹ پر ہیں؟

شیخ جعفر خان مندوخیل: جو میں سپلائی لائن ہماری آتی ہے نصیر آباد والے ایریا میں اسی میں۔ میں سمجھتا ہوں ایک چوری کی واردات ہو گئی ہے وہ تو صرف تخریب کاری نہیں ہے۔ اس میں بھی میں سمجھتا ہوں گورنمنٹ کو action لینا چاہیے اور واپڈا کو خود صحیح سمت پر ڈالے ٹھیک ہے جدھر تخریب کاری ہوتی ہے تخریب کارٹا اور اڑاتے ہیں وہاں تخریب کاروں کے خلاف کیا جائے جدھر یہ کمرشل چور اٹھاتے ہیں ان کے خلاف بھی action لیا جائے۔ 74 کلومیٹر تار چوری کرنا کوئی چھوٹے چور کا کام تو نہیں ہے یہ تو بہت بڑے چور کا کام ہے۔ ایک تو یہ پھر جا کر کے لوگ گرد اسٹیشنوں پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ ابھی ہمارے ذوب میں لوگ گئے تھے انہوں نے گرد اسٹیشن پر قبضہ کر لیا۔ واپڈا کیسکو چیف نے ایس ڈی او کو تبدیل کر دیا۔ ایس ڈی او کے تبدیل کرنے سے لوڈ شیڈنگ تو ختم نہیں ہو گی پتہ نہیں تم لوگ کیوں اتنے کمزور ہوں لوگوں کو تو صحیح جواب تو یہ دیدو کہ بابا ایس ڈی او کا کام نہیں ہے دیکھا جائے لوڈ شیڈنگ over all ملک کے اوپر ہے۔ اور ہمارے صوبے پر بالخصوص چونکہ ہماری زیادہ dependence وہ بجلی کے اوپر ہے۔ اس وجہ سے میں زیادہ زور دے رہا ہوں۔ یہ کسی ایک ایس ڈی او یا اس کے واس کا کام نہیں ہے۔ وہ پھر جا کر کے کسی ایس ڈی او کو تبدیل کر لیتے ہیں۔ آج واپڈا کا عملہ وہ عدم تحفظ کا اس وجہ سے شکار ہے کہ پیلک ڈائریکٹ جب جلوس نکلتی ہے۔ گورنمنٹ کوئی بندوبست نہیں کرتی ہے۔ لوگ جب جلوس نکالتے ہیں سیدھا گرد اسٹیشن پر چلے جاتے ہیں۔ ادھر جو عملہ ہوتا ہے وہ غربیوں کی مارپیٹ ہو جاتی ہے۔ ان کا اسی basic میں سمجھتا ہوں قصور نہیں ہے۔ لہذا گورنمنٹ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں سیرس نوسلے۔ اور پورا پاکستان، بلوچستان کو جیسا این ایف سی ایوارڈ میں انہوں نے واقعی generously اچھا ایک ہم لوگوں کو ایوارڈ دیا ہے جسکی وجہ سے آج صوبہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا قابل ہو گیا ہے۔ یہ پانچ پرسنٹ چار پرسنٹ بجلی ہے کیا۔ اگر وہ تھوڑا معمولی ایک پرسنٹ بھی اضافہ کر دیں تو ہماری یہ لوڈ شیڈنگ ختم ہو سکتی ہے۔ اور شروع سے گورنمنٹ اگر آپ کسی کام سے کسی کو منع کرتے ہیں تو ہماری گورنمنٹ کی ایک عادت ہے پرانا سکھہ شاہی کے دوار کا آج بھی اُس کام پر اگر گیس نکالنے سے کوئی مری ایریا میں منع کرتا ہے، نہیں، بولتا ہے ”میں ادھری جاؤ نگا ادھری سے گیس نکالوں گا“ پورے بلوچستان میں کدھری وہ گیس نہیں

نکالے گی۔ وہ ضد بنائے گی کہ نہیں مجھے یہ منع ہے۔ اب اگر اس ٹاور کو کوئی نقصان پہنچتا ہے اس لائن کو کوئی نقصان پہنچتا ہے بارہا واپڈا نے یہ اعلان بھی کیا اور تجاویز بھی آئی ہیں۔ اب آپ بھی پیدا کر دیں۔ alternate tower کسی کو، میں نہیں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کسی پول کو حفاظت دے سکتی ہے۔ پانچ چھ سو میل پول آر ہے ہیں ایک ڈائنا مٹ جا کر کے پول کے نیچے رکھ دیں وہ پول گر جاتا ہے۔ میں 100% گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ حفاظت دینا۔ واپڈا کے عملے کو بھی حفاظت دینا اور ان پولوں کو بھی حفاظت دینا۔ لیکن practically میں سمجھتا ہوں کہ یہ مشکل بات بھی ہے۔ تو ہلہدا ایک alternate line کیوں نہیں لے آتے ہیں۔ مختلف تجاویز ہیں ڈیرہ غازی خان سے آپ لے آئیں۔ ڈیرہ اسماعیل خان سے لے آئیں۔ چھ مہینے کے اندر آٹھ مہینے کے اندر لائن آ سکتی ہے۔ یہ تمام مشکلات یکدم ختم ہو سکتی ہیں۔ آج جب ہم کیسکو والوں سے بات کرتے ہیں چیف منٹر صاحب نے سب سے زیادہ سختی سے بات کی ہے۔ اُس دن میرے سامنے زمیندار جو ادھر آئے تھے اُس نے سب سے زیادہ، اور ابھی آپ کے اپنے سینئر منٹر صاحب نے بات کی ہے دوسرا منٹر نے یہ بات کی ہے یہ بھی گورنمنٹ ہے۔ بھلی کے بارے میں چیف منٹر صاحب نے سخت اسکا نوٹس لیا ہے۔ لیکن اُنکا یہ جواب ہے کہ تخریب کارٹاؤ رُڑا رہے ہیں۔ اس مسئلے کا کوئی حل ہے۔ آپ یہ نہیں کریں کہ آج یہ حالات پاکستان کے اور یہ پورا خطہ world powers کی چپکش کا ایک ذریعہ بن گیا ہے۔ امریکہ اور روس Russia کو down-fall کرنے کیلئے پاکستان کو استعمال کر رہا تھا۔ Russia افغانستان کو استعمال کر رہا تھا۔ تیس سال اس ایریے میں ایک جھگڑا چلا ہے world powers کا پوری دنیا کا۔ اتنی جلدی وہ ٹھنڈا نہیں ہو گا۔ خدا کرے ہماری بھی دعا میں ہیں کہ بہت جلد ٹھنڈا ہو جائے۔ لیکن اس کو ٹھنڈا ہوتے ہوئے ٹائم لگے گا آپ کو اپنی ترتیب بنانی پڑیں گی۔ ایک دشمن دار آدمی ہوتے ہوئے وہ دشمن کو اگر نہیں منا سکتا ہے تو اپنے گھر میں بیٹھ جاتا ہے اپنی حفاظت کیلئے کوئی بندو بست کر لیتا ہے۔ یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ alternate line اگر لے آئیں گے۔ چلو اگر ادھر گڑ بڑھو گئی ٹاور، گر گیا تو اس لائن سے صوبے کو بھل سکتی ہے۔ اور زمینداروں کی مشکلات بھی پوری ہو سکتی ہیں۔

جناب پسیکر: Thank you جعفر صاحب! جی اسد بلوج صاحب! پھر اسکے بعد مولا نا باری صاحب بات کریں گے۔ اس کے بعد جی۔

میرا سدال اللہ بلوچ (وزیر زراعت): Thank you جناب پسیکر! ایک اچھی تحریک التوا جعفر صاحب نے جو یہاں اسمبلی میں پیش کی ہے، اجتماعی نوعیت کی ہے۔ جناب پسیکر صاحب! لیکن آج جن حالات سے ہم دوچار ہیں یہ سارے پیدا کر دے ہیں اُس ڈکٹیٹر کے مشرف کے جو نو سال اپنے ڈکٹیٹر ازم کے حوالے سے ملک پر حکمرانی کرتا رہا اور انہوں نے ایسی کوئی پلانگ ایسی کوئی منصوبہ بندی نہیں کی جس سے یہاں کے حالات بہتر ہوتے۔ ٹرانزٹ پیریڈ پر چیزوں کو چلاتا رہا۔ جب ڈیموکریٹک گورنمنٹ آئی، یہ سارے پہاڑ کی طرح اسکے سر پر گر گئے۔ تو میں جب فیصلہ کرتی ہیں جب پارلیمنٹ میں legislation ادارے جو فیصلہ کرتے ہیں وہ ہر دس سال کیلئے منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ لیکن یہاں تو منصوبہ بندی ہے نہیں۔ بلوچستان کے 80% لوگ زراعت سے مسلک ہیں۔ بحیثیت ایگر لیکچر منستر یہاں کے زمیندار میرے پاس آتے ہیں وہ پریشانی سے دوچار ہیں۔ اُنکا ذریعہ معاش تباہ ہوا ہے۔ ان کا ذریعہ جو یہی تھا جینے کا وہ جی نہیں سکے۔ ابھی حالات یہ بن گئے ہیں کہ ظاہر ہے ان کا رُخ کہیں دوسرا جگہ موڑیں گے۔ کہیں حالات خراب ہونے کے انار کی پر اسلئے جاتے ہیں کہ یہاں 80% لوگوں کا ذریعہ معاش ایگر لیکچر پر ہے ایگر لیکچر تباہ ہوئی تو یہ لوگ کہاں جائیں؟ یہ ٹینکی جب ٹوٹ گیا یہ کہاں جائیں۔ تو ظاہر ہے افراتفری کا ماحول ہو گا۔ لیکن جناب پسیکر صاحب! دنیا میں کہیں لوڈ شیڈنگ نہیں ہے۔ اس اصطلاح کو اگر کسی جگہ پر استعمال کریں کہ لوڈ شیڈنگ اس ملک میں ہے وہ تو حیران ہونے کے۔ افغانستان جیسے تیس سال سے لڑائی وہاں جاری ہے وہاں بھی لوڈ شیڈنگ نہیں ہے بھسا یہ ممالک اندیما میں بھی لوڈ شیڈنگ نہیں ہے ایران میں بھی نہیں ہے۔ ہم آتے ہیں بلوچستان پر۔ سرز میں بلوچستان پر اسوقت بھی دوہزار میگاوات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور ہماری ضرورت ہے گیارہ سومیگاوات۔ تو بلوچستان میں لوڈ شیڈنگ کیوں ہے؟ بارہ سومیگاوات جناب پسیکر صاحب! جو میں ہیں۔ چھ سومیگاوات یہاں اوج پا در پلانٹ میں ہیں۔ اور دو سومیگاوات یہاں کوئٹہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ مل ملا کے یہ دوہزار میگاوات بنتے ہیں۔ اور بلوچستان کی جو ضرورت ہے وہ صرف گیارہ سومیگاوات۔ اور بلوچستان کے لوگ تباہ کیوں ہو جائیں۔ اسلئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ناقص پالیسی ہے اس گورنمنٹ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ فوری طور پر بھسا یہ ملک جو ایران ہے سستی بجلی دینے کیلئے تیار ہے۔ اُس سے رابطہ کر کے دوہزار میگاوات بجلی لے لیں تاکہ لوگوں کی ضروریات زندگی پوری ہو جائیں۔ Thank you جناب پسیکر!

جناب سپیکر: Thank you مولانا عبدالباری صاحب!

مولانا سید عبدالباری آغا (وزیر پلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب سپیکر! یہ تحریک منظور ہو گئی؟ تحریک جو ایک دفعہ منظور ہوتی ہے پھر debate کیلئے منظور ہے؟

جناب سپیکر: مولانا باری صاحب! اصولاً تو mover نے پیش کرنی ہے۔ پھر گورنمنٹ کا موقف آئے پھر ووٹنگ ہو۔ لیکن ہم relaxation دے کے سب کے views لینا چاہتے ہیں۔ کیونکہ آج last day ہے۔ اور اگر یہ منظور بھی ہو گئی تو پھر next session آ جائیگا۔ تو اسلئے میرا خیال ہے کہ اس پر اگر جو بھی اپنا اظہار خیال کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے۔ آپ بات کر لیں۔

وزیر پلک ہیلتھ انجینئرنگ: جب تحریک منظور ہوتی سب نے ہاتھ اٹھایا میں کھڑا ہوں جناب!

جناب سپیکر: نہیں ایسے منظور نہیں۔ منظور تو rules کے مطابق ہو گئی آپ اس پر اپنا point of view بتائیں۔

وزیر پلک ہیلتھ انجینئرنگ: تو منظور ہو گئی؟

جناب سپیکر: نہیں ایسا منظور نہیں ہوئی ناں اسکے لئے طریقہ کار ہوتا ہے۔ آپ اگر اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں میں آپ کو فلور دے دیتا ہوں یا کسی اور کو دوں؟

وزیر پلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! یہ آپ کو پتہ ہے۔۔۔

مولانا عبدالواسع (سینئرو وزیر): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی سینئر منشہ صاحب!

سینئر وزیر: جناب سپیکر صاحب! یہ اہم مسئلہ ہے سب کو بولنے کا موقع دیں تاکہ سارے دوستوں کی تجاویز سامنے آ جائیں۔ اسکے لئے ہم نے صرف یہ نہیں کرنا ہے کہ ایک تحریک التوا ہے یا یہ ایک نام کے حوالے سے تحریک التوا ہے لیکن صوبے کے مستقبل کا دار و مدار ان پر منحصر ہے تو سارے دوستوں کی رائے سامنے آ جائے پھر اس پر کوئی متفقہ فیصلہ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے اعتراض نہیں ہے میں relax کر سکتا ہوں rules کو اور آپ اپنا اظہار خیال کریں اس حوالے سے جو بھی پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ جی مولانا باری صاحب!

وزیر پلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! اصل میں ہمارے صوبے کی معیشت وہ زراعت ہے۔ اور زراعت اور زمینداری کیلئے جو پانی چاہیے، جیسے جعفر خان نے کہا کہ کچھ ایسے علاقے ہیں جہاں پانی کا

انتظام نہروں سے ہوتا ہے جیسے نصیر آباد اور پٹ فیڈر وغیرہ۔ بلوچستان میں ایسے علاقوں ہیں کہ انکی زمینداری اور ضرورت کیلئے کاریزیں اور چشمے ہوتے ہیں ظاہر ہے دس بارہ سال مسلسل drought اور خشک سالی کی وجہ سے وہ سارے چشمے اور کاریزات خشک ہو گئی ہیں۔ اور جناب پسیکر! اس سے پینے کا پانی بھی متاثر ہو گیا ہے، جتنی ہماری پلک ہیلتھ کے زیر انتظام آبنوشی کی اسکیمیں تھیں وہ بند ہو گئی ہیں اور ہماری جو کمیونٹی کی اسکیمیں ہیں وہ بھی بند ہیں۔ تو جناب پسیکر! اس طریقے سے زمینداروں کا جو ذریعہ معاش ہے بلوچستان میں بجلی بالکل ناپید ہو گئی ہے۔ لوگوں کے جتنے باغات تھے وہ انہوں نے اکھاڑ کر نکال دیئے ہیں۔ مطلب لاکھوں اور کروڑوں کی جانیدادیں تباہ ہو گئیں پھر لوگوں نے drought اور خشک سالی کی وجہ سے جو کہ ہمارے کردار کے بد لے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا۔ خاص کر ہم ذمہ دار لوگوں نے کوئی ذمہ داری پوری نہیں کی۔ جناب پسیکر! اسوقت بجلی اتنی ہے کہ ابھی میں نے زمینداروں سے حال احوال کیا ہے چاہے اُس طرف کے زمیندار ہیں مستونگ اور فلات کے جن کی ساری کھیتی میتی ٹماڑ، ایک تو ہماری منڈی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ادھر ٹماڑ ہوتا ہے کھیتی ہوتی ہے خربوز، تربوز یہ ٹرکوں میں مزڈا میں اٹھا کر کے لاہور کی منڈیوں میں، ملتان کی منڈیوں میں رات بھرا آپ نے بھی جناب پسیکر! دیکھا ہو گا کہ یہ مزڈا اور ٹرک کتنی اسپیڈ سے جارہے ہوتے ہیں اس میں آدھا خراب ہوتا ہے اور آدھا پیچ جاتا ہے۔ یہاں حکومتوں نے چاہے ہماری حکومت ہے یا اس سے پہلی حکومتوں نے کوئی رسدا اور رسائی کیلئے اور منڈی کا کوئی خاص انتظام نہیں کیا ہے۔ تو جناب پسیکر! سب سے پہلے یہاں جو زمینداری ہوتی تھی اور پرویز مشرف کے دور میں یہاں جب فوجی مارشل لاء تھا پورا مارشل لاء تھا یا آدھا۔ یہاں واپڈا کا انتظام جب فوجی چلا رہے تھے تو اسوقت چوبیں گھنٹے بجلی ہوتی تھی۔ بیس گھنٹے بجلی ہوتی تھی۔ لیکن جب مارشل لاء ختم ہو گیا ہم نے اسکو رخصت کیا اور اٹھاروں میں ترمیم کی شکل میں اسکو ہم نے مکمل رخصت کر دیا۔ تو یہاں بیور و کریسی اور [X] نے ملکر کے اور جیسے [XX] بھی اسیمیں تھوڑا سا نام اسکا چل رہا ہے یہاں واپڈا ناپید ہو گئی۔ پھر واپڈا کی جوان انتظامیہ ہے یہاں جناب پسیکر! خاص کر بلوچستان کی کیسکو کا [X] ہے [XXX] جو کہ پانچ سال سے ریٹائرڈ آفیسر ادھر بیٹھا ہوا ہے ان کے دور انتظام میں ۔۔۔

جناب پسیکر: باری صاحب! کسی آفیسر کا نام نہیں لیتے جو خود کو defend نہ کر سکے اسمبلی میں۔

وزیر پلک ہیلتھ انجمنٹ گ: جناب پسیکر! آپ کے [X] نے آپ [X] کے [X] نے پاکستان کو کھایا ہے خزانے کو

لوٹا ہے لیکن بدنام سیاستدان ہیں۔ جناب پسیکر! اگر میں نے یہ ثابت نہیں کیا کہ واپڈا چور ہے تو میں اسمبلی کی رکنیت سے استغفار دینا ہوں۔ سپرینڈنٹ سے لیکر آپکے [XX] تک سارے کیسکو کے خود واپڈا کے چور بیٹھے ہیں۔۔۔۔۔

جناب پسیکر: دیکھئے جو آدمی خود کو defend نہیں کر سکتا ہے یہاں اُسکا نام نہیں لیا جا سکتا۔ آپ بحثیت ادارہ بات کر لیں۔

وزیر پلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب پسیکر! ادارے کی انتظامیہ چلانے والے جو لوگ ہیں انہوں نے ہماری حکومت کو بدنام کیا اور ہمارا جو ذریعہ معاش تھا اسکو بھی ختم کر دیا ہے دیدہ دانستہ۔ ابھی وہ کیسکو کے دفتر میں بیٹھا ہے آرام سے صرف اتنی سی تکلیف نہیں کرتا اور جب اس کے اوپر پریشر آ جاتا ہے جیسے جعفر خان نے کہا کہ ادھر کا ایس ڈی او دوسری جگہ ٹرانسفر کر کے ٹرانسفر پوسٹنگ تو آسان ہے۔ جب بڑے کے اوپر پریشر آ جاتا ہے تو بڑا چور کیا کرتا ہے، وہ چھوٹا سا آفیسر کو ٹرانسفر پوسٹنگ کا شکار کر کے ادھر سے ادھر کرتا ہے تاکہ لوگوں کو بتا دیں کہ ہم نے یہ کیا ہے۔ جناب پسیکر! یہاں پہلے ایک agitation چلا تھا اور ہمارے زمیندار دوستوں نے ایک طرف سے جیل بھرو تحریک شروع کی دوسری طرف این اتحادے چین اور قلات کی۔ لوگوں نے یارو پرروڈ بلاک کی تھی۔ تین دن جمہوری حق ادا کرنے کیلئے۔ پھر ہم گئے تھے یہاں جتنے ہماری اسمبلی کے ارکان تھے یا ہماری کیبنٹ کے دوست تھے، ہم نے ایڈمنیسٹریشن والے بھی ساتھ تھے کمشنر وغیرہ ان سے بات کی۔ ان کی باتیں اور ڈیماند بڑی نارمل تھیں۔ چھتر میں جناب پسیکر! چھتر ایک علاقہ ہے جہاں تقریباً چھ سو میگاوات بجلی پیدا ہوتی ہے۔ اسی میں دسواسی میگاوات کا شارت فال تھا پانچ کھبے اڑائے گئے تھے۔ تو واپڈا والوں نے یہ یقین دہانی کرائی تھی یہاں آپ کی اسمبلی میں نواب صاحب کی موجودگی میں۔ اور آپ کی سب وزیروں کی موجودگی میں کہ ان پر کام ہو رہا ہے۔ جب علیحدگی میں ہم نے واپڈا افسروں سے چیک کیا تو ایڈمنیسٹریشن کے سامنے سیکرٹری داخلہ کے سامنے بتایا کہ ”نہیں کام نہیں ہو رہا ہے“، جناب پسیکر! جمہوری اداروں کا وقار اتنا مجرور ہوا ہے کہ واپڈا کا [XX] چیف منٹر کے سامنے سیدھا سادھا [X] بولتا ہے ہم اسمبلی فلور پر بات ہی نہ کریں۔

جناب پسیکر: غیر پارلیمانی الفاظ کا رروائی سے حذف کیتے جاتے ہیں۔

وزیر پلک ہیلتھ انجینئر گ: جناب سپیکر! اس کا کوئی استحقاق نہیں بتا ہے۔ نہ اسکا اسمبلی میں کوئی حق ہے جناب سپیکر! ریٹارڈ آفیسر ہے۔

جناب سپیکر: باری صاحب! آپ سینئر سیاستدان ہیں آپ ہربات پر خدمت کریں۔

وزیر پلک ہیلتھ انجینئر گ: جناب سپیکر! آپ کی لاہوری میں جتنے debates پڑے ہیں وہ سارے میں نے پڑھے ہیں شاید آپ کے کسی [XXX] نے نہیں پڑھے ہو گے۔ ریٹارڈ آفیسر کا جو جمہوری حکومت کو دیدہ دانستہ بنانام کر رہا ہے عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا ہے اُسکے خلاف بات کرنا کسی بیورو کریٹ کے خلاف بات کرنا یہ کوئی استحقاق نہیں بتا ہے یہ کوئی خلاف ضابطہ بات ہے ہی نہیں۔ اگر آپ حذف کریں گے وہ تو آپ کا کام ہے ہم تو حذف نہیں کریں گے۔ ہم تو صرف اس آفیسر کو ریٹارڈ سمجھتے ہیں۔ آفیسر کو ہم [X] سمجھتے ہیں۔ کل زمینداروں نے کڑخ انسان اور مسلم باغ گرد اشیش پر قبضہ کیا وہ مجبور ہیں کہ درجہ میں کراچی کی طرف رُخ کیا۔ اُدھر ایک کیواں نے بدمعاشی کر کے سب کو مارا پیٹا۔

Mr . Speaker: Un-parliamentary words stand expunged.

وزیر پلک ہیلتھ انجینئر گ: جناب سپیکر! وہ ابھی کس طرف جائیں۔ تو جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ اسوقت آپکی واپڈا کی جو پوزیشن ہے آپکی اسمبلی میں اور آپکے چیف منٹر ہاؤس میں ہمارے دفتر میں جزیر چلتے ہیں۔ وہاں تو پانی کا مسئلہ ابھی باغ کا جو پانی ہے فصلوں کیلئے پانی وہ کہہ سے لائیں؟ جناب سپیکر! ایسا نہیں کہ آپکے پاس بجلی نہیں ہے۔ جیسے وزیر راعت نے بتایا کہ دو ہزار میگاوات بجلی ہے۔ کل میں نے کسی فورم میں اپوزیشن دوستوں کو بتایا تھا کہ بلوچستان زراعت اور معدنیات سے مالا مال ہے۔ جناب سپیکر! آپکو پتہ ہے کہ بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں مارشل لاء کے دور میں ایک ٹیوب ویل ہم نے لگوایا۔ اور اس دن اس ٹیوب ویل کو میں نے چیک کیا ادھر پانی کی بجائے پیڑوں نکلا ہے۔ خضدار میں ہر جگہ یہاں آپکے لئے سور کیا ہے۔ یہاں سے کوئلہ پنجاب ادھر سپلائی ہو رہا ہے۔ ہم پنجاب کے ذمہ دار تو نہیں ہیں۔ یہاں جب بجلی کا شارت فال ہوتا ہے جناب سپیکر! میں آپکے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ہم تو پنجاب کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ پنجاب ہمارا بڑا بھائی ہے این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے ہم اسکے مشکور ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! یہاں جب

بِحُكْمِ جَنَابِ سَپِيْكِرِ غَيْرِ پَارْلِيَّمَانِيِ الْفَاظِ كَارِروَانِي سَعَى حَذْفٌ كَيْفَيْهِ گَنَعَ.

شارٹ فال ہوتا ہے 220KV کا میری معلومات میں یہ ہے کہ یہاں جب شارٹ فال ہوتا ہے تو یہ پنجاب میں استعمال ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! پنجاب کا نام ایسا بڑا نام جب ہم لیتے ہیں تو منسٹر صاحب پریشان ہوتے ہیں کہ پنجاب ہمارے اوپر نہ گرے۔ نہیں گرتا ہے پنجاب بھی ہم جیسا ہے۔ جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ یہاں واپڈا کی جوان نظامیہ ہے جو کہ جمہوری حکومت کیلئے اور ہماری حکومت کی بدنامی کا باعث بنی ہے۔ لاہور کے ایجنت بیٹھے ہیں۔ کدھر کا ہے؟ لاہور کا ہے۔ یہاں بجلی کا جب شارٹ فال ہوتا ہے تو لاہور کیلئے۔ اور پھر ہماری حکومت، نواب صاحب نے بڑی دلچسپی اور دلجمی کے ساتھ زمینداروں کو تسلی دی۔ یہاں تک کہ ہم نے ہر طرف سے واپڈا کیلئے انتظام کیا۔ کمشن نصیر آباد کو میں نے خود فون کیا کہ چھتری میں جو کام ہورہا ہے اس کی کیا پوزیشن ہے اُدھر ہمارے علاقے کا ہے شیرخان بازی اُس نے کہا ”دن رات کام ہورہا ہے“ واپڈا والوں نے ہمارے سامنے بتایا کہ ہمارے لئے کوئی پروٹیکشن کا انتظام نہیں ہے۔ میں سیکرٹری داخلہ کا بلیک واٹر کے اوپر بڑا مخالف تھا۔ لیکن اُس دن اُس نے حق گوئی سے کام لیا۔ واپڈا والوں کے سامنے بتایا کہ ”پروٹیکشن پولیس لیویز ہمارا کام ہے دن میں کام کریں یا رات میں ہم پروٹیکشن کا بند و بست کریں گے۔ آپ کے الہکار جب تک کام کریں گے ہم ان کا دفاع کریں گے۔ سب سے پہلے ہمارے اوپر فائر ہو گا پھر بعد میں آپ کے ٹاؤر اور آپ کے اوپر“، لیکن واپڈا والے وہ اپنے طریقے سے جیسے اُدھر سے لائیں کو تحریک کرتا ہے اُدھر سے کاٹ دیتا ہے۔ ان لائنوں کا جو سسٹم ہے اس چکر میں پورے بلوچستان کے جو زمیندار ہیں اور پھر اسکے بعد میں نے یہ مشورہ بھی دیا تھا کہ لیویز اور پولیس کے علاوہ اگر آپکو، کیونکہ بلوچستان ایک قبائلی صوبہ ہے۔ میں نے مولانا واسع صاحب کی سرفپرستی میں سب دوست بیٹھے تھے نواب صاحب کو یہ مشورہ دیا تھا کہ اُس علاقے کا اگر کوئی نواب، سردار ہے ہم جا کر اس سے بات کریں گے۔ میں تو جناب سپیکر! ہر جگہ قبیلوں سے بات کرتا ہوں۔ کبھی شوران والوں سے کبھی کس سے دورے کرتا رہتا ہوں کیونکہ منسٹری ایک ایسی چیز ہے کہ سب جگہوں میں جائے۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر مواصلات و تعمیرات): آغا صاحب ہم سب کا پیر ہیں۔

جناب سپیکر: تو آپکی ذمہ داری بنتی ہے کہ تمام نواب اور سرداروں سے بات کریں تاکہ ان کو تحفظ ملے۔

وزیر پلک ہیلتھ انجینئرنگ: پیر ہیں۔ ایسے بے کنٹرول مرید ہیں کہ پیکو بات کرنے کا موقع ہی نہیں دیتے

پھر ہوں توبات کرنے کا موقع تو دے دو۔ تو جناب سپیکر! ہم نے یہ مشورہ دیا کہ اُس علاقوے میں کوئی سردار ہے بختیار ڈوکی۔ میں اور کمشنر نے آپس میں صلاح کیا کہ اس کا نام لیتے ہیں اس سے میں بات ہی کرتا ہوں سردار سے کہ قبائلی طرز پر کوئی فورس ہونی چاہیے۔ ہم نے نواب صاحب کے سامنے یہ تجویز رکھی۔ نواب صاحب نے اتنی دلیری کے ساتھ اس تجویز کو قبول کیا سپکر ٹری دا خلہ کو آرڈر کیا کمشنر کوئی کو آرڈر کیا کہ ایک سال کیلئے سردار صاحب کا اُدھر کا جو سردار ہے اُن کے کہنے پر کچھ قبائلی اہلکاروں کو لیویز کے طور پر بھرتی کریں۔ یہاں تک گورنمنٹ نے کی۔ ابھی گورنمنٹ کیا کرے اُدھر۔ تو یہاں اصل مسئلہ واپڈا کا ہے۔ مظلوم اور مجبور اسوقت زمیندار ہیں۔ اور آج بھی ہڑتال پر ہیں۔ کل بھی اخبار میں نے پڑھا ہے آج یارو کو بلاک کیا ہے۔ وہ معتبر جو افغانستان میں نیٹ کے نام سے بیٹھا ہے پانی کی بجائے شراب کی بوتوں کی سپلائی ہو رہی ہے جسمیں آپ کی گورنمنٹ کی ایڈنفستریشن بھی تھوڑا سا ملوث ہے۔ اخبار میں بھی شاید پڑھا ہو گا جناب سپیکر۔ لوگ مجبور ہیں کیا کریں کس طرف جائیں؟ اگر گھروں میں مریں تو اسکی بجائے پشتوں، بلوج کی روایت یہ ہے کہ وہ میدان میں مرننا پسند کرتے ہیں۔ تو جناب سپیکر! میں تو سب سے بڑا مجرم واپڈا کو سمجھتا ہوں۔ واپڈا ایک ایسا محکمہ ہے کہ وہ کسی سے قابو نہیں ہوتا۔ نواب صاحب نے بڑی ہمت کے ساتھ اور پھر ہم نے اُنکے ساتھ یہ معاہدہ کیا تھا کہ ہم آپ کیلئے پاور کا انتظام کریں گے۔ سرمایہ کاری کے طور پر white paper میں جناب سپیکر! بارہ ارب روپے ملے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مولانا باری صاحب! اور ممبران نے بھی بات کرنی ہے kindly اگر آپ محترم کریں۔
وزیر پلک ہیلتھ انجینئر گ: تو اس ظاہر ہے کوئی میں آپ لوگ انتظام کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! اگر چوپیں گھنٹے بجلی نہیں دے سکتے چھ گھنٹے بجلی دیں۔ چھ کی بجائے چار گھنٹے دیتے ہیں تو تحریک اتو ابھی چھ گھنٹے کیلئے کم از کم منظور تو کریں۔ جتنی بجلی دیتا ہے اتنی ہی بحث ہتی کریں۔ اگر دلائل کی بنیاد پر بات ہے تو جناب سپیکر! یہ تمام ممبران صاحبان جا کر کے واپڈا کی جو انتظامیہ پیٹھی ہے اس کو پہلے فارغ کر دیں۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ مارشل لاء کا کوئی فوجی لا کر بٹھا دیں۔ نہیں جو بھی ایماندار آفیسر ہے جو چور نہ ہو جس کے بارے میں چوری کا کوئی ثبوت نہ ہو کوئی تہمت نہ ہو اس کو یہاں بٹھائیں۔
انشاء اللہ میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی واپڈا۔ جناب! ایران بجلی دے رہا ہے ترکمانستان دے رہا ہے کیا مسئلہ تھا ہم نے کیا ہے ہم اس کے ساتھ اپنے صوبے کی خاطر مفت بجلی جس

کی کوئی لوڈ شیڈنگ بھی نہیں ہوتی ہے ایران کی۔ ہم مانگیں گے واشک گئے دورے بھی کیتے۔

جناب سپیکر: Thank you مہربانی۔

وزیر پلک ہیلتھ انجینئر گک: تو جناب سپیکر! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور تحریک التوا منظور کی۔ اور اس تحریک کو صرف تحریک التوا۔ التوا معنی التوا۔ التوانہیں کرنا ہے۔ یعنی تاخیر نہیں کرنی ہے جناب سپیکر! التوا لفظ کے معنی اے تاخیر۔ ہم نے تاخیر کی بجائے اسیں جلدی کرنی ہے۔ کارخیر ہے اسیں جلدی کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی صادق عمرانی صاحب!

میر محمد صادق عمرانی (وزیر مواصلات و تعمیرات): Thank you جناب سپیکر! جعفر مندو خیل صاحب نے جو تحریک التوا پیش کی ہے میں بھی اس تحریک کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ یہ اجتماعی بلوچستان کے مفاد کی بات ہے۔ نہ صرف زمینداروں کی، کاشکاروں کی بلکہ چھوٹے چھوٹے کاروبار کرنے والے ایک مستری ہے ریڈ یو بناتا ہے ایک مستری ہے ٹریکٹر بناتا ہے ویلڈنگ کرتا ہے کوئی کوئلہ ڈرینک کی دکان کھولا ہوا ہے۔ جس سے پورا بلوچستان کا ہر گھر ہر فرد متاثر ہے۔ پچھلی دفعہ بھی یہاں زمیندار آئے تھے strike کر کے بیٹھے۔ ہم گئے اُن سے مذاکرات کیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا issue ہے اس پر ہم سب کو مل کر ایک فوری حل نکالنا چاہیے۔ میر اعلق پیپلز پارٹی سے ہے، میں یہ کہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کا جو منستر ہے واپڈا کا اس نے آج تک بلوچستان کی سرزی میں دیکھی ہے۔ ٹھیک ہے، کس سے شکایت کریں؟ مجھے اپنے صوبے کا مفاد عزیز ہے۔ نصیر آباد کا وہاں 52 ڈگری گرمی ہے۔ وہاں چھوٹے چھوٹے معصوم بچے ٹرپ رہے ہیں بجلی نہیں ہے۔ ہمارے علاقے میں بھی ٹیوب ویز ہیں لوگوں کے، زیر زمین پانی ہے، واٹر سپلائی ہیں۔ سارے متاثر ہیں۔ بلوچستان کی سرزی میں سے جو بجلی پیدا ہوتی ہے جیسے اوج پاور پلانٹ ہے، جبکو ہے، کوئی نہ ہے سب سے پہلے جو ہماری ضروریات ہیں ہمارے صوبے کی، ہمیں اپنی ان ضروریات کو جو بین الاقوامی لابی ہے کہ جہاں بھی کوئی میگا پروجیکٹ ہے سب سے پہلے ترجیحات اپنے اُن علاقوں کو دیں جہاں سے وہ چیز پیدا ہوتی ہے۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے اس ملک میں آمرانہ دوڑ حکومتیں رہی ہیں، ماضی میں۔ کوئی حکمت عملی نہیں کر سکے۔ آج اگر یہ دو lights آپکی جل رہی ہیں، یہ بھی credit پاکستان پیپلز پارٹی کو جاتا ہے شہید محترمہ بنیظیر بھٹو کو جاتا ہے جنہوں نے جبکو، اوج پاور پلانٹ، جامشورو،

ملتان، مظفرگڑھ کوئی 11 آپکے پاور پلانٹس لگائے تھے۔ اُسوقت بھی تقید کی جاتی تھی کہ ”جی مہنگے پاور پلانٹ لگائے جارہے ہیں،“ لیکن اگر اس دوار میں یہ پاور پلانٹ نہیں لگتے تو آج آپ 100 سال پرانے دوار میں چلے جاتے۔ 100 سال پرانے دیے ہوتے ہاتھ میں لاٹھی ہوتی آپ دیکھتے کہ بھی کیا ہے اندر ہیرا ہی اندر ہیرا تھا۔ تو ظاہر ہے کہ ہمیں قومی مفاد میں، ہم یہاں سیاست کرتے ہیں، اپنے صوبے اور اس سرزی میں کے مفادات کے لیے۔ جہاں زیادتی نا انصافی کسی کی بھی ہوا اور ہم لوگوں نے ماضی میں بھی عملی طور پر یہ ثابت کر کے دکھایا ہوتے رہے۔ چور دروازوں سے مُنہ چھپا کے جا کر کیمپ میں لوگوں کے ساتھ [X] نہیں کی، ہوتے رہے۔

Mr . Speaker: Un-parliamentary words stand expunged .

وزیر مواصلات و تعمیرات: آج بھی اس ملک میں جمہوری اداروں کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں۔ mid-term election کی باتیں ہو رہی ہیں۔ جی جعلی ڈگریاں ہیں۔ بھی جب ایک آدمی اُسوقت آیا papers داخل کئے، آپ اُسوقت اُسکی ڈگری کو کیوں نہیں دیکھتے تھے؟ اُسوقت تو آپ نے کہا کہ جی بالکل ٹھیک ہے۔ cantt میں جو بیٹھا ہوا تھا، میں بالکل صاف کہتا ہوں بریگیڈ یئر کیا نام تھا ندیم، متاز، ہمارے علاقے میں تھا میجر ندیم صاحب۔

جناب سپیکر: صادق صاحب! بھلی کی تحریک التوا پر بحث ہو رہی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: نہیں سر! نہیں ہمیں بولنے دیں۔ ہم بولیں گے گھل کر بولیں گے۔
جناب سپیکر: تحریک التوا پر بحث ہو رہی ہے بھلی کے حوالے سے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: اس تحریک التوا پر۔ تو یہ چیزیں ہیں۔ جیسا کہ مولانا باری صاحب نے کہا کہ سازشیں ہیں۔ اس جمہوری حکومت کو بدنام کرنے کیلئے سازشیں ہو رہی ہیں۔ ہر ایک اپنا ایک play کر رہا ہے چھوٹا چھوٹا play کر رہا ہے۔ تو ہمیں ان تمام چیزوں کو جو چھوٹے چھوٹے play کر رہے ہیں۔ ملکی اور مین الاقوامی سطح پر یہاں۔ اداروں کو لٹانے کی جو سازشیں ہو رہی ہیں۔ تو یہ تمام چیزیں اُس چیز کی کڑی ہیں۔ میں چلتی دیتا ہوں، میں کہتا ہوں جی میں نے خود خٹک صاحب کو تجویز دی تھی۔ چھتر سے میں چار دفعہ ایم پی اے elect ہوا ہوں۔ میں نے کہا جی آپ اور کچھ بھی نہ کریں جیسے آپ نے بولان میں کیا ہوا ہے۔ یہ دس pole ہیں۔ وہاں جو tribe رہتا ہے، جسکی زمینیں ہیں اُسکی زمینوں سے pole جا رہے ہیں۔ جی یہ دس pole کی گمراہی

کے لئے چار لیویز بھرتی کر رہے ہیں ہم آپکو تجوہ دیتے ہیں مہربانی کر کے انکی نگرانی کرو۔ میں کہتا ہوں کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی نزدیک آجائے۔ نہیں کرتے اس لیے کہ یہ اُنکے اپنے مفاد میں ہے۔ کہ جی ایک ہفتہ بھلی بند ہے اُن کی جو over billing تکلیف میں مبتلا ہے۔ میری تجویز جو میں نے دی، دے رہا ہوں۔ ایک تو ہمیں جبکو سے via خضدار، مستونگ ایک لائن یہاں سے لانی چاہیے۔ اگر نصیر آباد، چھتر، پلچھی اور سبی کی لائن اڑ جاتی ہے تو کم از کم یہاں سے سپلانی کا نظام برقرار رہے۔ ڈیرہ غاریخان، فریمیر اور پنجاب لگتا ہے ٹووب سے۔ تو وہاں سے بھی لائن لانی چاہیے۔ کہ اگر یہاں سے بھی کوئی دھشتگردی ہوتی ہے یا سازش ہوتی ہے تو وہاں سے سپلانی آنی چاہیے۔ تو تین اطراف سے جب آپ سپلانی دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کے مسائل حل ہوں گے۔ پچھلے دونوں ہم گئے تھے کر دگاپ، مستونگ سے آگے ڈورے پر C.M کے ساتھ۔ وہاں پچاس پچاس ایکڑ سوسوا کیڑ لوگوں کے باغات تھے، سب کے، انگور کے، بالکل سرخ! خشک تھے۔ زمیندار آئے رور ہے تھے پیٹ رہے تھے۔ یہی حال نصیر آباد، جعفر آباد، پورے صوبے کا ہے۔ اس پر مل جعل کر ایک حکمت عملی طے کرنی چاہیے۔ اور جناب! ہم اس تحریک کی حمایت کرتے ہیں۔

Thank you
جناب سپیکر!

جناب سپیکر: Thank you پیر عبد القادر گیلانی صاحب!

پیر عبد القادر گیلانی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکر یہ جناب سپیکر! میں شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب کی اس تحریک التوا کی ایک addition کیسا تھا حمایت کرتا ہوں کہ بلوچستان جس طرح سے پورے پاکستان کا پسمندہ ترین صوبہ سمجھا جاتا ہے اور ہمیشہ سے بلوچستان کی یہ demand رہی ہے کہ جی ہر چیز میں ہمیں نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اور ہمیں ہمارا پورا حق ملے۔ اسی طرح بلوچستان میں ہوتے ہوئے جو ہمارا سبیلہ ہے وہ اس طرح سے کئی چیزوں سے نظر انداز ہوتا جا رہا ہے۔ پہلے تقریباً 15 سال تک لسبیلہ کو سبیلہ ی اس لئے نہیں ملی کہ وہ واپڈا میں نہیں تھا اور KESC کے ساتھ تھا۔ آج بھی شیخ جعفر مندوخیل صاحب نے بلوچستان کے زمینداروں کی بات کی ہے دوسرے سب لوگوں کی بات کی۔ لیکن اسیں لسبیلہ کا نام صرف اس لئے نہیں آیا کہ وہ واپڈا کے دائرة اختیار میں نہیں ہے اور وہ KESC میں ہے۔ میں ان سے request کرتا ہوں کہ اسیں لسبیلہ کا نام بھی شامل کیا جائے۔

پورے بلوچستان کا شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: ok ٹھیک ہے۔

پیر عبدالقادر گیلانی: دوسری بات جناب سپیکر! آج سے دو تین مہینے پہلے تک بلوچستان میں زمینداروں کے اور لوڈ شیڈنگ کے حالات اتنے خراب نہیں تھے۔ کوئی میں لوڈ شیڈنگ ہوتی تھی چار گھنٹے پانچ گھنٹے، تین گھنٹے۔ لیکن power prices کے اوپر غور و فکر کیلئے ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں تمام وزراء اعلیٰ، وزیر اعظم صاحب اور تمام ہمارے فیڈرل منسٹرز اور دوسرے صاحبان شریک تھے۔ انہیں اخباری خبروں کے مطابق پنجاب نے یہ demand کی تھی کہ جطروح سے پنجاب میں جتنی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے اُتی ہی equal لوڈ شیڈنگ پورے پاکستان میں ہونی چاہیے۔ اُسکی وجہ سے، جطروح سے ہمارے ساتھیوں نے کہا، مولانا صاحب نے کہا کہ ہماری بھل جب بند ہوتی ہے تو اُس کو کسی اور طرف divert کر دیا جاتا ہے۔ اس معاملے میں، آج بھی اخبار میں ایک خبر تھی کہ سندھ نے پابندی لگادی ہے بلوچستان کی طرف اپنے گندم کے اوپر۔ اسی طرح پنجاب وقتاً فوتاً پابندی لگاتا ہے کبھی گندم پر کبھی کس پر۔ آج سے کچھ دن پہلے ہمارے سلیم کھوسہ صاحب نے request کی تھی کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا شکر یہ ادا کیا تھا کہ سندھ نے پانی ہمارا بند کیا تھا تو اُن کی سندھ کے وزیر اعلیٰ سے بات ہوئی۔ تو جب دو ہزار میگاوات ہم بنارہ ہیں تو ہم کیوں پابندی نہیں لگا سکتے کہ جب تک صوبے کی requirement پوری نہ ہو کسی اور صوبے کو بھلی نہ دی جائے۔ ہمارے صوبے کی requirement اگر گیارہ سو سے پوری ہو رہی ہے باقی نو سو آپ بالکل کسی اور کو دے دیں۔ اور مزید اگر ایران سے ہماری گیارہ سو کی requirement ہے تو گیارہ سو میں سے ہم کتنے میگاوات اسوقت ایران سے لے رہے ہیں۔ plus ایران نے، ایران سے بھی آج قدم و فاقی حکومت کو اٹھانا چاہیے، ہمارے صوبے کی طرف سے suggestion جانی چاہیے۔ ایران نے بھی ایک دن میں آپکو بھلی نہیں دینی۔ ایران کی حکومت کہتی ہے کہ آپ ہمارے ساتھ sign contract کریں ہم آپکے لئے پاور پلانٹ لگائیں گے۔ اور وہ پاور پلانٹ تین سے پانچ سال میں کام شروع کریگا۔ جب تک آپ اپنی ٹرانسمیشن لائن بچائیں اور تین سے پانچ سال بعد ہم آپکو بھلی فراہم کریں گے۔ ایک رات کی over-night والی بات ہے۔ یہ over-night والی بات میں، جو کل سے ہماری لوڈ شیڈنگ ختم ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ وفاقی حکومت

قدم اٹھائے، صوبائی حکومت اس سے demand کرے کہ جو ہماری بجلی بھیاں ہو رہی ہے۔ اور تین سے پانچ فیصد ہم پورے پاکستان کی بجلی کا استعمال کرتے ہیں۔ گیس کی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے تو گیس ہم پاکستان کا صرف دو فیصد use کرتے ہیں ایک percent اور ایک domestic use ہم percent کی لوڈ شیڈنگ میں بھی ہم سب کی طرح شریک تھے۔ جب ہماری ضرورتیں پاکستان کی تین سے پانچ فیصد کے درمیان ہیں تو لوڈ شیڈنگ ہمارے بلوچستان میں جتنی ہماری بجلی produce ہو رہی ہے اس کے مطابق ہمارے پورے بلوچستان میں لوڈ شیڈنگ نہیں ہونی چاہیے۔ دوسری بات جناب پسیکر! کہ جزیرہ زمیز، ڈیزل کی قیمتیں، پٹرول کی قیمتیں اور پورے ہمارے بلوچستان کے زمینداروں کو جزیرہ زمیز کی طرف مجبور کر دیا گیا ہے۔ آج بھی قلات میں، مستوگ میں، خانوزی میں جتنے لوگ ہیں جتنے زمیندار ہیں جو afford کر سکتے ہیں، وہ بازار سے جا کر کے جزیرہ زمیز خرید رہے ہیں کہ انہوں نے اپنے باغ بیچے ہوئے ہیں اور آگے سے ٹھیکیدار پیسے نہیں دے رہے ہیں۔ جزیرہ زمیز لگا کے وہ استعمال کر رہے ہیں۔ اُنکے اوپر ایک لوڈ شیڈنگ کی آفت پھر ہنگامی کی آفت، اس طرح سے ہزاروں آنٹیں ایک دوسرے کے اوپر آتی جا رہی ہیں۔ ویسے کوئی اچھی خبر تھی اخبار میں کہ چارروپے ڈیزل میں کمی ہوئی ہے۔ تو شاید کسی کو کچھ فائدہ ہو۔ لیکن جو سو فیصد اضافہ ہوا ہے اسی میں تو کوئی آٹے میں نمک کے برابر فرق پڑیا reversal میں۔ جناب تین درخواستوں کے ساتھ اپنی بات سمیتا ہوں۔ پہلی تو یہ ہے کہ ہمیں پورے پاکستان کے ساتھ uniformity کے ساتھ لوڈ شیڈنگ کرنے سے مستثنی قرار دیا جائے۔ نمبر دو ہمارے بلوچستان میں جتنی بجلی اگر ایران سے لینی ہے یا کسی اور سے plus ٹرانسیمیشن لائنز ہیں اسکے لیے ہمارے پاس پیسے موجود نہیں ہیں۔ چاہے وہ حب سے لائے آ رہی ہے۔ وہ لائن میرے خیال میں کوئی ہوا کی وجہ سے، دھنگردی کی وجہ سے اگر پانچ کھبے گرے ہوں گے پچھلے تین سال میں یا پانچ سال میں wind کی وجہ سے اور خستہ حال کھبیوں کی وجہ سے۔ وہاں سود فعہ کھبے گرے ہوں گے۔ repair کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اگر جو دادو سے ٹرانسیمیشن لائن آ رہی ہے یا جبکو سے بھیاں ٹرانسیمیشن لائن لائی جائے یادو تین ٹرانسیمیشن لائنز کی عمرانی صاحب نے suggestion دی تھی اُن تینوں کے اوپر وفاقی حکومت سے request کی جائے کہ جتنے این ایف سی ایوارڈ میں

plus بلوچستان کے آغازِ حقوق بلوچستان میں جو جو ہمارے ساتھ انہوں نے مہربانیاں کی ہیں ایک مہربانی یہ بھی کر دیں ہم اپنی ٹرانسیشن لائنز لے آئیں۔ اور plus ہمیں ان سے مستثنی قرار دیا جائے۔

جناب پیکر: Thank you

پیر عبدالقادر گیلانی: تیسری بات کہ زمینداروں کے اوپر بالخصوص وہ زمیندار جو ٹیوب ویل سے اپنی اراضی کو زیر آب لاتے ہیں اور انہیں زیر کاشت لاتے ہیں اُن زمینداروں کو اتنی آفتین اُنکے اوپر آئی ہیں کہ انکو ایک آفت زدہ طبقہ، ایک آفت زدہ کاروبار قرار دیکر تمام ٹسکسز اور دوسرے محصولات جو ان سے لئے جاتے ہیں، اُن سے مستثنی قرار دیا جائے۔ Thank you جی۔

جناب پیکر: Thank you۔ امام علیل گجر صاحب! مولانا صاحب! آپ اگر آخر میں بات کریں تو میرے خیال میں بہتر ہو گا۔ سب بات کر لیں سینئر منستر صاحب پھر آپ آخر میں wind-up کر لیں۔

جناب محمد امام علیل گجر (وزیر شہری منصوبہ بندی و ترقیات): شکریہ جناب پیکر صاحب! تحریک التواجو جعفر مندوخیل صاحب کی طرف سے پیش کی گئی میں اسکی حمایت کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جب سے اسمبلی بنی ہے اور جب بھی اسمبلی کے اجلاس ہوئے ہیں اور اس issue کے اوپر ہر ممبر نے تفصیل کے ساتھ بات بھی کی ہے۔ جناب جعفر مندوخیل صاحب نے اس چیز کا بھی اپنی speech میں اعتراف کیا کہ وزیر اعلیٰ جناب نواب اسلام ریسانی صاحب نے زمیندار ایکشن کمیٹی کے سامنے ایک بات ہوئی یہیں اسمبلی میں شفیق خٹک صاحب بھی موجود تھے۔ اور جو all over-all situation ہے پورے پاکستان کی وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ چونکہ بلوچستان میں روزگار کے اور کوئی sources نہیں ہیں۔ باغات یا ایگر یا چوڑل کے علاوہ یا water کے صاف پانی کی جہاں تک بات ہے اُس پر بھی ہم ٹیوب ویلوں کے اوپر depend کرتے ہیں۔ اور ظاہر سی بات ہے جب بجلی نہیں ہوگی تو یہ تمام معاملات تمام issues disturb ہونگے۔ یہاں داؤ ٹرانسیشن لائن کی بات کی گئی۔ ڈیرہ امام علیل خان سے ایک ٹرانسیشن لائن کی مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ 2008ء میں کیبنٹ کی میٹنگ میں بڑی detail سے کہا گیا تھا کہ بڑے زور شور سے اسکے اوپر کام جاری ہے۔ جناب پیکر صاحب! بلوچستان کی محرومیوں کی بات کی

گئی اُسکے اوپر یہاں بیٹھے ہوئے ہماری تمام coalition parites کے ممبر حضرات نے ان دوساروں کے اندر وفاقی سطح پر جا کر جدوجہد کی۔ این ایف سی ایوارڈ جیسے ہمارے جو ایشوز تھے وہ بھی حل ہوئے۔ گیس رائٹلی کی بات ہوئی وہ بھی حل ہوئے۔ یہ بھی یہاں ساری detail بتائی جا رہی ہے کہ دو ہزار میگاوات بجلی بلوچستان میں پیدا ہو رہی ہے جبکہ ڈیماند گیارہ سو میگاوات ہے۔ آسٹریلیا جیسے ملک میں نوے فیصد بجلی کو سلے سے پیدا کی جا رہی ہے۔ اُسکے بھی ذخیرہ ہمارے بلوچستان کے اندر موجود ہیں۔ 2008ء میں میں نے ایک application راجہ پرویز اشرف صاحب کو move کی تھی۔ ہمارے شش ماں دہ کے جو پاور پلائنس ہیں جو کوئلے پر چلتے ہیں ان میں کئی خراب تھے۔ پھر ایک اُسمیں مچھ کی تجویز تھی، ڈیگاری کی تجویز تھی کہ ہم ایسے پاور پلائنس کو لگاتے۔ تو ان دوساروں میں کم سے کم ہمارے مسائل حل ہو سکتے تھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں، یہاں گیلانی صاحب کی بات تو میری سمجھ میں آتی ہے یا جعفر مندو خیل صاحب یا تحریک یہاں پیش کر رہے ہیں۔ ہم 80 لاکھ عوام کی بلوچستان کے اندر یہاں مختلف coalition پارٹیوں کے حوالے سے نمائندگی کر رہے ہیں۔ اور تقریباً جہاں تک میری نظر جا رہی ہے ہم سارے کیبینٹ کے ممبر ہیں اور اس چیز کا بھی ہم اعتراف کرتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ نواب اسلم ریسانی، میں بھی اس چیز کا گواہ ہوں کہ کئی مرتبہ جا کر اسلام آباد میں ان ایشوز کے اوپر بیٹھے ہیں۔ زمیندار ایکشن کمیٹی کو ساتھ لیکر گئے ہیں، discuss ہوا ہے۔ اب بات یہ ہے کہ کیبینٹ میں بیٹھے ہوئے ہم یہ لوگ 80 لاکھ عوام کی ہمارے اوپر ذمہ داری ہے۔ حکومتی لوگ بھی ہم ہیں۔ کیا ہم یہ نہیں کر سکتے کہ جس طرح این ایف سی کے اوپر ہم نے کوشش کی، جس طرح ہم نے گیس رائٹلی کے لئے جا کر بات کی ایک جدوجہد کی۔ ایک اچھا ایک positive result اُس کا سامنے آیا۔ ہم مل جمل کر اسی طرح coalition پارٹی کے اپنے دوست جنکے پاس اپنھے ایک knowledge sources بھی رکھتے ہیں۔ ہم مل جمل کر ایک کوشش کریں کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے ہم مل جمل کر وفاقی سطح پر جا کر راجہ پرویز اشرف کے سر پر بنیٹھیں گے اور ان issues کو حل کریں گے۔ میں تمام ممبران سے coalition parites سے یہ request کرتا ہوں کہ خدا کیلئے آپ لوگ اس issue کے اوپر بھی اکھٹے ہو جائیں۔ بجائے اسکو یہاں ہم اسکا تفصیلی discuss کریں۔ اور پھر اسمبلی سے باہر جا کر پھر ہم ان چیزوں کے اوپر implementation کے اوپر نہ جاسکیں۔ بجائے ہم یہ کرنے کے مل جمل کر ایک انشاء اللہ

اس قافلے کو بھی آگے بڑھاتے ہیں مجھے امید ہے انشاء اللہ یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

Thank you

جناب پسیکر: Thank you اچھی تجویز ہے۔ جی پیر صاحب!

پیر عبدالقدور گیلانی: کڈنی سنٹر کے جو ملازمین ہیں وہ احتجاج کر رہے ہیں اگر حکومتی ممبران سے کہیں کہ ان سے کوئی نہ اکرات یا کوئی بات کر لیں تو مناسب ہے۔

جناب پسیکر: کڈنی سنٹر کے حوالے سے نہیں شاہ صاحب نے توبات کرنی ہے شاید۔ شاہ صاحب! آپ اس تحریک التوا پر بات کریں گے نا۔

سید احسان شاہ (وزیر صنعت و حرف): جی جناب پسیکر صاحب!

جناب پسیکر: جی۔ آپ بات کریں اُسکے بعد شاہ نواز مری صاحب بات کریں گے۔ اصغر نند صاحب اور اگر ایجوکیشن منسٹر صاحب دونوں جائیں۔ نہیں مولانا صاحب نے یہ سُنا ہے، انہوں نے پھر جواب دینا ہے۔ تو اگر آپ دونوں تشریف لے جائیں ذرا اُنکے مسائل سُن کے آ جائیں۔ ایجوکیشن منسٹر اینڈ سوشن ولیفیر منسٹر۔ جی احسان شاہ صاحب!

وزیر صنعت و حرف: شکر یہ جناب پسیکر! اُسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِيم۔ جناب پسیکر! حسپ سابق شیخ جعفر مندو خیل صاحب کی جو تحریکیں ہیں وہ یقیناً بلوچستان کے حوالے سے، ہمارے عوام کے مسائل کے حوالے سے اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اُنہی تحریکیوں کا ایک تسلسل ہے جو آج اس ایوان میں جس پر بحث ہو رہی ہے۔ جناب والا! بہت سارے دوستوں نے اُس پر اظہار خیال کیا۔ میں اُس میں مزید اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔ میں صرف چند الفاظ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک لوڈ شیڈنگ کی بات ہے جناب والا! پورے ملک پر اُسکا اطلاق ہو رہا ہے چاروں صوبوں میں بشمول مرکز کے۔ لیکن جناب! یہاں کچھ دوستوں نے جو اعداد و شمار دیئے اُن کے مطابق سب سے زیادہ لوڈ شیڈنگ بلوچستان میں ہوتی ہے۔ اور سب سے زیادہ consumption جس صوبے کی ہے وہ بھی بلوچستان ہے۔ تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا عذاب ہے۔ اب جناب والا! یہاں ہمارے اپنے صوبے کے اندر تین پاؤ راسٹیشنز موجود ہیں جنکی اگر آپ پیداواری صلاحیت کو دیکھیں تو اس صوبے کی اگر اپنی ضرورت گیارہ سو میگاوات ہے تو یہ تینوں پاؤ راسٹیشنز گیارہ سو میگاوات سے زیادہ بجلی اسوقت پیدا کر رہے ہیں۔ جس میں اُوچ پاؤ رپلانٹ ہے۔ حبیب کوٹل

ہے۔ جکلو پاور اسٹیشن ہے۔ تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جعفر خان مندوخیل صاحب نے بہت مدد انداز میں دلائل دیئے کہ دیکھئے باقی صوبوں کا تو پھر بھی نہری نظام ہے، وہاں کے کاشنکار، وہاں کے زمیندار اتنے متاثر نہیں ہوتے۔ ہمارے ایک ڈویژن کے سواباتی پورے صوبے کی زراعت کا دارود مدار بجلی پر ہے۔ تو اس بناء پر ہمارے اس میرٹ کو دیکھتے ہوئے میرا خیال ہے کہ مرکزی حکومت کو، واپڈا کو کم از کم بلوچستان کو بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے مستثنیٰ قرار دینا چاہیے۔ اور جناب والا! بلوچستان میں کوئلمکے اتنے ذخراً ہیں اور سندھ میں بھی ہیں۔ سندھ کے متعلق تو انٹرنیشنل رپورٹ بھی آچکی ہے بہت اچھی کمپنیوں کی۔ سروے بھی ہوا ہے کہ وہاں آنے والے اگر اسکے کوئے کو استعمال کیا جائے اور پاکستان کی بجلی موجودہ جو ایسی ضرورت ہے۔ اگر یہ دس گنا بھی زیادہ ہوتا بھی وہ پانچ چھ سو سال کیلئے کافی ہے آٹھ سو سال کیلئے کافی ہے۔ تواب میں جناب! گزارش کروں۔ دیکھئے ایک تو مغربی ممالک کا عجیب روئیہ ہے۔ مثلاً جہاں چھوٹے ملکوں میں تھرمل پاور اسٹیشنز لگائے جاتے ہیں، وہ کہتے ہیں جی گیس پر آپ تھرمل پاور اسٹیشن لگائیں، کوئے کی طرف نہ جائیں اس سے اوزون کو خطرہ ہوگا۔ اس سے پوری دنیا متاثر ہوگی۔ اور اس سے environment خراب ہوگا۔ اور جناب والا! اعداد و شمار یہ ہیں کہ خود امریکہ کے اندر ایک سال میں ڈیڑھ سو سے زیادہ پاور پلانٹس تیار کیتے جاتے ہیں جو کہ کوئلہ بیس پاور پلانٹس ہوتے ہیں۔ اب اُنکے اپنے ملک میں ایک ڈیڑھ سو سے زیادہ پاور پلانٹس تیار کیتے جاتے ہیں جو کہ کوئلے سے چلتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی غریب ممالک کوئے کی طرف جائیں تو فوراً یو این ڈی پی کے sanction آ جاتے ہیں دوسرے آ جاتے ہیں کہ جی اس سے اوزون کو خطرہ ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اُس سے اوزون کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہم بجائے اسکے کہ باقی ممالک سے بجلی لیں مثلاً ایران ہمارا ہمسایہ ملک ہے ہمارا دوست ملک ہے اور اُس سے ہماری بہت ساری چیزیں وابستہ ہیں۔ لیکن جناب والا! مستقل کسی ملک کی بجلی کے اوپر انحصار کرنا وہ ٹھیک نہیں وہ اچھی بات نہیں ہے۔ وہ اس لیئے کہ ہم اب دیکھ رہے ہیں جناب والا! یو کرائن اور روس کا مسئلہ وہ تو ہم سب کے سامنے ہے۔ آئے دن اخبارات میں آتا رہتا ہے۔ بی بی سی پر آتا ہے۔ اور بہت سارے چینیوں پر آتا ہے کہ یو کرائن نے روس کی گیس بند کر دی۔ اور مشرقی یورپ پر جناب! سارا متاثر ہو رہا ہے اسی لیئے کہ وہ ایک ملک سے گیس پائپ لائے لیکر جا رہے ہیں۔ اور جب اُس ملک کی مرضی ہوتی ہے وہ پائپ لائے بند کر دیتا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں خود پر انحصار کرنا چاہیے۔

ہمیں تحریل پا اور اسٹیشن، کولد بیڈ اسٹیشنز بنانے چاہئیں۔ اور ان پر ہمیں توجہ دینی چاہیے۔ جناب والا! لیکن اسکے باوجود میں اپنے علاقے کی جانب سے ایک بات جناب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ کہ جناب والا! موجودہ جو بھلی کا نظام ہے پورے ملک میں خاص کر بلوچستان میں۔ اگر سارے ملک میں اتنی بھلی پیدا ہو جائے جو بھلی زیادہ ہو ملک کی ضرورت سے زیادہ ہو۔ اور مکران گرڈ کو اگر نیشنل گرڈ سے link نہیں کیا گیا تب بھی ہماری لوڈ شیڈنگ ہوگی۔ تب بھی وہاں آٹھ آٹھ، نونو گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوگی۔ اس لیئے کہ وہاں کی بھلی ایران سے آ رہی ہے اور مکران گرڈ باقی نیشنل گرڈ سے بالکل الگ ہے تو جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ایرانی گورنمنٹ سے بات کی جائے۔ اسوقت جو پیشیں میگا و اٹ بھلی جو ہمیں مہیا کی جا رہی ہے، مند کے گرڈ اسٹیشن پر، اُس میں اضافہ کر کے کم از کم سو میگا و اٹ کر دیا جائے۔ اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ لیکن میری معلومات کے مطابق جو اسکیں رکاوٹیں ہیں وہ شاید یہ ہے کہ پچھلا ایگرینٹ جو واپڈا نے ایران گورنمنٹ کے ساتھ کیا تھا وہ ختم ہو گیا ہے اب ایران گورنمنٹ اور اُنکے لوگ وہ ریٹ بڑھانا چاہتے ہیں۔ تو اُس پر negotiation ہو رہی ہے لیکن اب چونکہ ہمارے پورے صوبے پر کوئی توجہ نہیں دیتا تو مکران پر کون توجہ دیگا جناب والا! لیکن وہ مذاکرات سُست رُوی کا شکار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انکو جلدی مذاکرات کرنے چاہئیں تاکہ مکران کے گرڈ اسٹیشن میں اضافی بھلی دی جائے۔ جناب والا! میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ حب کا ایریا جس کا پیر صاحب نے ذکر کیا کہ کیسکو سے بھلی آ رہی ہے۔ جناب والا! آپکا اپنا حلقة اختیاب بھی ہے۔ اب وہاں میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے گزارش کروں کہ ہم بڑی مشکلات سے دوچار ہیں۔ وہاں جناب والا! جتنے کارخانے LEDA میں لگے ہوئے ہیں ان تمام کی بھلی کیسکو سے آتی ہے۔ اب کیسکو میں آئے دن جناب! لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ ایک تو ویسے لوگ بلوچستان نہیں آتے۔ پھر جہاں اتنی لمبی لوڈ شیڈنگ میں ہوں تو کوئی آ کے بلوچستان میں کیوں کارخانے لگائیں۔ تو جناب والا! مجھے خدشہ ہے اگر یہی صورتحال رہی اور وہاں بھلی کا کوئی صحیح معنوں میں بندوبست نہیں کیا گیا تو ممکن ہے کہ آئیوالے پانچ دس سال میں وہاں ایک کارخانہ بھی نہ ہو اور جس سے چھپیں سے تمیں ہزار لوگ بے روزگار ہو جائیں گے۔ تو جناب والا! میری گزارش ہے کہ ان تمام چیزوں پر ہم سب کو توجہ دینی چاہیے لیکن یہ صوبے کے اختیار کی بات نہیں ہے یہ مرکز کی ہے۔ اور مرکزوں کو بھی ہم گزارش کرتے ہیں کہ وہ ہماری مشکلات کو سمجھیں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی دن جو

مولانا واسع صاحب کی سربراہی میں ہم تمام ممبران اسمبلی جا کے پارلیمنٹ کے سامنے ڈھرنا دیں۔ شکریہ جناب!

جناب سپیکر: Shahnawaz Mari Sahib will be the last speaker on

this adjournment motion.

میرشاہ نواز خان مری (وزیر کھیل و ثقافت): بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ تمام ممبران اور ہمارے جتنے دوستوں نے جتنا بھی بتایا یہ facts and figures کے بعد مولانا عبدالواسع صاحب بات کریں گے۔ میرزا ہنوز خان مری (وزیر کھیل و ثقافت): آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ تمام ممبران اور ہمارے جتنے دوستوں نے جتنا بھی بتایا یہ addition کرنا چاہتا ہوں۔ اسمیں سر! پوزیشن یہ ہے کہ چھ سو میگاوات اور چھ پاؤ رائٹشن، بارہ سو جکو، ایک سو پینٹھ حبیب اللہ کوٹل اور تیس میگاوات ایران سے آرہے ہیں۔ اور تیس میگاوات پنجگور میں ایک پاؤ رائٹشن ہے جو کہ اُس زمانے میں شفت کیا گیا تھا کہ وہاں جب تیل وغیرہ جو ہے ناں that was cheap. کیا جاسکتا ہے تو۔۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب سپیکر: اسد بلوج چھوڑے گا آپ کو؟

وزیر کھیل و ثقافت: جی۔

جناب سپیکر: اسد بلوج آپ کو چھوڑیگا؟

وزیر کھیل و ثقافت: نہیں وہ صرف non-functional ہے۔ اس لئے کہ اُس پر ایک یونٹ 70 روپے پر پڑ رہا ہے۔

جناب سپیکر: اچھا انہوں نے سنائیں نا۔

وزیر کھیل و ثقافت: جی ہاں۔ تو یہ ایک proposal ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ کی بات on the record آگئی۔ ٹھیک ہے جی۔

وزیر کھیل و ثقافت: جی اچھا۔ sir in addition to that کہ اسوقت جب تک یہ دو تین پاؤ نٹس جو میں بتاؤ نگاہ نہیں ہوئے تو اسکا مسئلہ بالکل حل نہیں ہو گا۔ ڈی جی خان لور الائی ٹرانسمیشن لائن جب تک کمپیٹ نہیں ہو گی جس پر کہتے ہیں کہ صرف پچیس فیصد کام ہوا ہے اور دوسرا دادو، خضدار ٹرانسمیشن لائن۔ اس پر صرف فیزیبلیٹی بنی ہے اور ابھی تک انہوں نے صرف

ایک دو جگہ زمینیں خریدی ہیں اپنے گرڈ اسٹشن کیلئے۔ باقی اُس پر کوئی کام بھی شروع نہیں ہوا ہے۔ مولانا باری صاحب نے ایک وہ فرمایا تھا کہ اگر ادھر سے بھی ایک لائن لائی جائے ڈیرہ اسمبلی خان سے ڈوب سے ہوتا ہوا تو وہ بھی ایک بہت ہی موثر قدم ہو گا۔ رینٹل پاور اسٹشن کیلئے پچھلی دفعہ ہم نے ایک تحریک التوا move بھی کی تھی most probably some-how الفاظ کے ساتھ۔ Thank you۔

جناب سپیکر: Thank you جی۔ اب مولانا واسع صاحب اور پھر جعفر صاحب۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: مولانا صاحب کا کیونکہ آپ نے کہا آخر میں وہ wind-up کریں گے۔

جناب سپیکر: اذان ہو رہی ہے ذرا آپ دو منٹ انتظار کریں۔ ابھی تو سرکاری کارروائی ہوئی ہے اذان ہوئی ہے نا۔ جی اذان ہو رہی ہے۔

(اذان کرے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

جناب سپیکر: جعفر صاحب! very quickly آپ تجویز دیں کیونکہ ہم نے بہت ثانی consume کیا ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر! wind-up کا بھی ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ اور آپ کی مہربانی آپ نے آج اس اہم تحریک پر House کو بحث کرنے کا موقع دیا ہے۔ اور تمام House نے بڑی اچھی تجویز بھی اسمیں آئیں۔ کیونکہ ہر ایک اپنے ذہن اور ہر ایک کا تجربہ اسیں سامنے آتا ہے۔ تو نہ صرف حمایت کی گئی بلکہ اچھی تجویز بھی آئی ہیں۔ اس سمت میں بھی ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس تحریک التوا پر بحث ہو گئی۔ تقریباً تمام House نے ضرورت محسوس کی کہ واقعی بجلی کی یہاں کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسکو قرارداد کی شکل میں آپ convert کر دیں اور فیڈرل گورنمنٹ سے کہ بلوچستان کی بجلی کی جو کمی ہے وہ پوری کی جائے۔ جو تقریبیں ہوئی ہیں اسکو اگر ہم قرارداد میں convert کر دیںگے It will take only one minute.

اسکے اوپر بحث تو ہو گئی ہے۔ بس ابھی اسکے اوپر مولانا صاحب بات کریں گے۔

جناب سپیکر: جعفر صاحب! اسمیں تھوڑا سا technical ہو گا۔ لیکن ہم اسکو دور کریں گے اس طرح سے کہ فیڈرل، عبدالرحمٰن صاحب! دیکھیں ہم نے قانون سازی بھی کرنی ہے۔ تین بل پڑے ہیں please۔

میر عبدالرحمٰن مینگل (وزیر معدنیات): جناب سپیکر! جعفر صاحب نے ایک تجویز دی۔ اس سے پہلے ہم نے کئی قراردادیں پیش کیں خاص کر ہر حوالے سے ہر حافظ سے۔ اگر ہم اسکو serious لیں۔ ٹھیک ہے ہم قرارداد پیش کریں گے۔ جعفر صاحب نے ایک اچھی تجویز دی۔ اس سے پہلے ہم نے کئی قراردادیں پیش کی ہیں لیکن مرکز کی طرف سے آج تک کسی پر عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔ تو میں پچھلے دونوں ایک دن کیلئے خضدار کی طرف گیا۔ سارا دن بھلی نہیں تھی رات کو بارہ ایک بجے بھلی آتی چار گھنٹے کیلئے۔ صبح میں نکل گیا ایک بلب کی بھی روشنی نظر نہیں آتی کہ پتا چلے کہ چلو بھلی ہے۔ تو اٹھارہ گھنٹے بھلی کی لوڈ شیڈنگ ہے۔ چار گھنٹے وہ بھی وہ لیٹچ اتنا کم ہے کہ ٹیوب ویل چل نہیں سکتا ہے۔ لوگوں کو پینے کیلئے پانی بھی میسر نہیں ہے۔ لوگوں کا ذریعہ معاش زراعت ہے۔ زراعت بتاہ حال ہے۔ میں مطالبه کرتا ہوں آپکے توسط سے اس ایوان سے کہ جو جو ایریا یا بلوچستان کے ہیں، کیسکو سے، زراعت کے حوالے سے جو متاثر ہوئے ہیں۔ ان علاقوں کو پورا آفت زدہ قرار دیا جائے۔ انکے claim کریں وفاتی گورنمنٹ سے مطالبات پورے کریں۔

جناب سپیکر: Thank you مولانا واسع صاحب! آپ اس پر کچھ کہیں گے۔ کیونکہ قانون سازی بھی بعد میں ہونی ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): شکر یہ جناب سپیکر! جعفر صاحب نے جو تحریک التوا پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ عام طور پر تحریک التوا کے حوالے سے ہم اور ہمارے اراکین اسمبلی کا بھی خیال یہ ہوتا ہے کہ تحریک التوا تھی اس پر بھی بحث ہو گئی۔ جیسے کہ چوہدری شجاعت صاحب نے کہا کہ ”رات گئی بات گئی“۔

جناب سپیکر: Order in the House please. منشرا بھوکیش! شاہ صاحب! ذرا سینئر منشڑ کو سُنیں please۔

سینئر وزیر: تو اس طرح ہم بھی اسکی عادی بن گئے۔ تو یہ قرارداد، تحریک التوا، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ

یہ تحریک التوا کی اہمیت اسوقت بلوچستان کے اندر کسی بھی معاملے۔۔۔ (مداخلت)

جناب سپیکر: صادق صاحب! ذرا سینئر مفسٹر کو سینیل please -

سینئر وزیر: کسی بھی معاملے کی اتنی اہمیت شاید نہ ہو جیسے کہ اس بجلی کے حوالے سے تحریک التوا۔ دوسری گزارش یہ ہے جناب سپیکر! ہمارے دوست ادھر یہ کہہ رہے ہیں کہ لوڈ شیڈنگ۔ جناب سپیکر! لوڈ شیڈنگ پورے ملک میں ہے۔ اس سے ہم انکار نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ دارالحکومت میں بھی ہے، دوسرے صوبوں میں بھی ہے۔ اور اسوقت ہمارے ساتھ۔۔۔ (مداخلت)

جناب سپیکر: مولانا صاحب! ایک منٹ کوئی مظاہرین آئے تھے، ہمارے دو وزراء صاحبان گئے تھے ان سے پوچھیں کہ کیا problem ہے۔ ایک منٹ۔ جی اصغر رند صاحب! کلڈنی سینئروالوں کا کیا مسئلہ ہے؟

میر محمد اصغر رند (وزیر سماجی بہبود): جناب سپیکر! ہم ان سے ملے، حال احوال ہو گیا۔ دراصل یہاں جس طریقے سے جو ہماری کمیٹیاں بنتی ہیں وہ اپنے فیصلے نہیں دیتی ہیں۔ جس طرح آپ لوگوں نے پہلے ذکر کیا تھا۔ یہ جو کلڈنی سینئر کے احتاجاتی ہیں انکا بھی یہی موقف تھا کہ تقریباً دو مہینے پہلے انکے کچھ مسائل تھے۔ ایک بندہ انکا برا طرف کیا گیا تھا۔ اور کلڈنی سینئر جس کا تعلق کلڈنی سے ہے، وہاں کا چیف ایگزیکٹو ایک چائم لڈ اسپیشلیٹ ہے۔ اور تیسرا مسئلہ انکا اہم تھا کہ جس طرح ملک کے دوسرے صوبوں میں کلڈنی سینئر، بجائے پرانیویٹ کے صوبوں کے اپنے ہیئتھ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے ہے۔ صوبہ پشتوخواہ ہو، سندھ ہو یا پنجاب۔ اسی طرح بلوچستان کا بھی کلڈنی سینئر ہیئتھ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کیا جائے۔ ٹھیک ہے نا۔ ایک این جی او اسکو چلا رہی ہے۔ اور اس حوالے سے چیف سیکرٹری صاحب نے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ اسی میں اے سی الیس، سیکرٹری ہیئتھ اور سیکرٹری لبر۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ ابھی تک دو مہینے گزر گئے ہیں یہ کمیٹی اپنی نہ کوئی میئنگ کر سکی نہ کوئی فیصلہ کر سکی۔ تو ان سے ہم نے مذاکرات کئے ہیں۔ ان کے توسط سے آپ سے گزارش ہے کہ جو کمیٹی ہے کم از کم وہ اپنا فیصلہ جلدی دے۔

جناب سپیکر: ok۔ جی مفسٹر پارلیمنٹری افیئرز اور سینئر مفسٹر صاحب نے سن لیا ہے وہ اسکو ہیئتھ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ proper forum پر اٹھائیں گے۔ جی سینئر مفسٹر صاحب!

please آپ جاری رکھیں۔ انہوں نے جو بات کی ہے وہ آپ ہیئتھ ڈیپارٹمنٹ سے اسکو

take-up کریں۔ پارلیمنٹری افیئر زنسر نے سُن لیا ہے وہ انکو brief کر دیں گے۔ جی مولا ناصاحب! آپ تقریر کریں۔

سینئر وزیر: جناب پیکر! بھلی کی قرارداد یا تحریک التوا کے بارے میں یہاں صورتحال یہ ہے کہ اگر ہمارے ہاں بھلی ہو بھی لیکن ہم تک نہیں پہنچ سکتی ہے۔ جناب پیکر! یہ لائن جو بولان کی طرف سے آ رہی ہے، اس کے بارے میں تین، چار، پانچ سال سے یہ معاملہ چل رہا ہے کہ ٹاورز اڑائے جا رہے ہیں۔ اللہ کو علم ہے کہ کون اڑارہے ہیں، اتنے بڑے پیمانے پر کون کر رہے ہیں؟ جناب پیکر! لوگوں سے جو باقیں ہم سنتے ہیں کہ تین سو یا چار سو کے قریب ٹاورز بیک وقت ان کے فٹ بیک کھول کر ان کو گرا یا جاتا ہے۔ پھر انکے کند کڑ اور تاریں چوری کی جاتی ہیں۔ اتنے بڑے پیمانے پر جب ہوتے ہیں تو انکے لئے لکنی گاڑیوں کی ضرورت ہے کتنے ٹریکٹر لود کرنے کی ضرورت ہے کتنے تاروں کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ ابھی تک کوئی بندہ نہیں پکڑا گیا ہے۔ یہ مہینوں کا کام نہیں بلکہ سالوں کا ہے۔ اگر دس کھموں تک آپ یہ تار جو لانا چاہتے ہیں تو دس کھموں کا بھی ایک بوجھ ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں جناب پیکر! یہ معاملہ بھی قبل غور ہے کہ یہ کون کر رہے ہیں اور اتنے بڑے پیمانے پر اور اتنے آرام اور تسلی سے جناب پیکر! دوسرا معمالت ہمارے یہ ہیں کہ ہمارے اراکین اسمبلی جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہم سب بلوچستان کے رہنے والے ہیں۔ پہلے بھی میں نے ادھر اسمبلی کے اندر اس پربات کی کہ جب مرکزی حکومت نے بلوچستان کے اندر یہ حالات جو آج چل رہے ہیں یا پیدا کئے جا رہے ہیں، تو ان حالات کیلئے انہوں نے ایک جواز پیش کر دیا کہ ہم اس وجہ سے یہاں فوج سمجھتے ہیں یا یہاں فوجی کارروائیاں کرتے ہیں وہ تنصیبات کے تحفظ کیلئے۔ جناب پیکر! وہ کوئی تنصیبات ہیں ابھی تک ہمیں ان کا پتا بھی نہیں ہے۔ ان کے آنے کے بعد اور یہ عمل شروع ہونے کے بعد، تنصیبات ہم جو سنتے ہیں، ہمارے خیال میں یہ ٹاورز، پانچ لائن اور ریلوے ٹریک ہے یہ تروز روز اڑائے جا رہے ہیں۔ تو جناب پیکر! انکے تحفظ کی بجائے اگر پہلے ہمیں میں ایک یا سال میں ایک دفعہ ہوتا تھا باب مہینے میں دس پندرہ بیس دفعہ ہوتے ہیں۔ اور ابھی تو سوسو ٹاورز گرائے جا رہے ہیں اور تسلی سے انکے تاریکاں کر لے جا رہے ہیں۔ تو جناب پیکر! اس قسم کے حالات، ہم کہتے ہیں کہ لوڈ شیڈنگ ہے لوڈ شیڈنگ تو دوسرے صوبوں میں بھی ہے، ہمارے ہاں ہو یا نہ ہو، اس بحث میں ہمیں نہیں پڑنا چاہیے کیونکہ اگر 100% چوبیں گھنٹے ہمیں ایک ہزار میگاوات بھلی مل جائے لیکن یہاں تک پہنچانے کیلئے ذریعہ نہیں ہے وسائل نہیں ہیں یہاں تک capacity جب ہماری نہیں ہے تو ایک ہزار میگاوات ہمیں دیا جائے تو ہمیں کیا فائدہ ہے کہ جب ہم تک پہنچتی نہیں۔ تو جناب پیکر! اس کے پس منظر میں اگر ہم جاتے ہیں تو میرے خیال میں تمام

ارا کین اسمبلی اس پر غور کر لیں۔ بلوچستان کے اندر جو حالات پیدا کیئے جا رہے ہیں یا ملک کے دوسرے حصوں میں جو حالات ہیں یہ کسی سے بھی ڈھکی چھپھی بات نہیں ہے۔ اس وطن عزیز کو اس پاکستان کو اس بڑے پاکستان کو دنیا کے نقشے پر کوئی نہیں دیکھنا چاہتا ہے۔ تو اس لئے یہ حالات پیدا کیئے جا رہے ہیں۔ اور لوگوں کو معاشی طور پر تباہ کر کے تاکہ ایک خانہ جنگلی کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ جناب پسیکر! شاہ صاحب اور دوسرے دوست، گزشتہ دنوں اسلام آباد کے کچھ ذمہ دار لوگ چیف منٹر صاحب کی ملاقات کے لئے آئے تھے وہاں بھی ہمارے دوستوں نے اور ہم نے اس بات کی نشاندہی کی کہ بلوچستان میں ایک بڑا بحران آ رہا ہے وہ اس طرح کا بحران ہو گا کہ پھر یہ ہر ایک کے قابو سے نکل جائے گا۔ کیونکہ جناب پسیکر! آپ کو معلوم ہے کہ جس کا کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق چاہے پیپلز پارٹی سے ہو پیشوخوا سے ہو بی این ایم سے ہو بی این پی سے ہو جمعیت سے ہو بی این پی (عوامی) سے ہو مسلم لیگ سے ہو، کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو لیکن اُسکا جب باغِ خشک ہو رہا ہے، اسکی فصلات جل رہی ہیں اُسکی سالہا سال کی محنت تباہ ہو رہی ہے اور اُسکے بچے بھوک سے مر رہے ہیں تو پھر وہ پیپلز پارٹی کی بات سننے کیلئے تیار ہوتا ہے نہ جمعیت کی نہ مسلم لیگ کی کسی کی بھی بات سننے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ جناب پسیکر! آج وہی حالات ہیں۔ اور اس قسم کے حالات خانہ جنگلی کی طرف جا رہے ہیں۔ اور اس طرح کے حالات میں جب آپ لوگوں کو معاشی طور پر یہاں تک کر لیں کہ پھر کسی کا داماغ کام چھوڑ جائے اور پتا نہیں چلتا کہ کیا کیفیت ہے۔ تو اُس کیفیت اور اُن حالات میں خانہ جنگیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ ابھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ کچھ اضلاع میں کچھ علاقوں میں جعفر خان صاحب نے تو کچھ اضلاع کے نام نہیں لیئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ خضدار اور سبیلہ سے لیکر ژوب تک یعنی جہاں جہاں ہماری بجلی کی ضرورت ہے وہاں اسی طرح کی صورت حال ہے۔ وہاں کبھی گرد ڈائیش کے قبصے کی باتیں ہو رہی ہیں کبھی لوگ روڈ بند کرتے ہیں۔ وہاں سے کوئی مریض آ رہا ہوتا ہے روڈ بند ہونے کی وجہ سے وہ وہاں مر جاتا ہے۔ اب ایک مریض جب آتا ہے اور دوسرے نے راستہ بند کیا ہوا ہے تو خانہ جنگلی تو اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ خانہ جنگلی کس چیز کا نام ہے جب وہاں جا کر کے آپ گرد ڈائیش پر حملہ کر کے وہاں ملاز میں کوز دو کوب کر کے، تو وہ بھی کسی قوم سے کسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو اُسی سے خانہ جنگلی پیدا ہوتی ہے۔ جب آپ راستے میں جاتے ہیں، اسلام بھوتانی صاحب پسیکر بلوچستان اسمبلی ایک عزت دار بندہ جاتے ہیں اور وہاں جا کر کے اُن کو گھیرے میں لیکر کے اُن کو بے عزت کر کے

پھر وغیرہ مار دیں تو خانہ جنگی اس سے پیدا ہوتی ہے۔ تو اس خانہ جنگی کی کیفیت میں دنیا اور وہ قوتیں جو پاکستان کو سالم نہیں دیکھنا چاہتی ہیں تو اسکی آڑ میں پھر اس پاکستان کو اس وطن عزیز کو توڑنے کیلئے۔ تو ہم نے اُن ذمہ داروں کو بھی اور اب بھی میری یہی تجویز ہے کہ اس صورتحال میں ہم بار بار ان کو تجاویز دیتے ہیں کہ دادو۔ خضدار سے لائن لائی جائے ڈیرہ اسماعیل خان سے۔ یہ ایک اچھی تجویز ہے۔ یہاں بولان والی لائن جو آرہی ہے یہ already موجود ہے، ایران سے آجائے۔ لیکن یہ بہت بہتر تجاویز ہیں یہ اسوقت کہ ہمارے پاس وقت ہوتا ہمارے پاس اتنا ٹائم ہوتا کیونکہ یہ سالوں کے منصوبے ہوتے ہیں۔ ایران سے ہم لاتے تو پھر بھی پانچ چھ سال کا منصوبہ۔ کم از کم جتنی بھی جلدی ہو جاتے۔ ڈیرہ اسماعیل خان سے لاتے تو بھی اسی طرح لیکن یہ قرارداد اس اور یہ تحریکیں نو دس سال سے ہم پیش کر رہے ہیں کہ ڈیرہ اسماعیل خان سے چشمہ بیراج سے۔ لیکن ابھی تک مرکزی حکومت نے اسکی فیزیبلیٹی نہیں بنائی ہے۔ تو جناب سپیکر! اگر آج وہ ہمارے ساتھ وعدہ کرے تو بھی ہم اس وعدے کو۔ نہ ہمارے پاس اتنا وقت ہے کیونکہ اُس دن بھی مینگ میں میں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک مہینہ، اگر ہم لوگوں کو قابو کر لیں اور ان کو بٹھا دیں تو ایک مہینہ آپکے پاس۔ تو ایک مینے کے بعد جب لوگوں کے باغات جل جاتے ہیں اور فصلات تباہ ہو جاتی ہیں پھر دو ہزار میگاوات بجلی اُنکو دے دی جائے تو ان کو کیا فائدہ ہوگا۔ جناب سپیکر! ہمارے لوگ گھر میں لاثین سے بھی گزار کر سکتے ہیں۔ ہمارے تو کفایت شعار لوگ ہیں عیاشی کرنے والے نہیں ہیں کہ اُنکے محلاں میں بجلی نہیں ہوتی تو۔ ہمارے لوگ اپنے بچوں کو کھپانے کیلئے ان کو صحیح ولیٹھ کی کوئی دس پندرہ، بیس گھنٹے اگر بجلی مل جائے وہ بھی اسمیں خوش ہیں اگرچہ 24 گھنٹے اُنکا حق ہے۔ جناب سپیکر! اس ہاؤس کے حوالے سے میری تجویز یہ ہے کہ اس تحریک اتوکو قرارداد میں جیسا کہ جعفر خان صاحب نے کہا کہ اسکو سنجیدہ طور پر قرارداد میں تبدیل کیا جائے کہ مرکزی حکومت نے جو مہنگے ریٹیل پاور ز خرید لئے ہیں اور پورے ملک میں، شوکت ترین صاحب نے اس پر استغفاری بھی دے دیا۔ لیکن انہوں نے ملک کو ان حالات سے نکالنے کیلئے اس بنیاد پر خرید لیئے کہ یہاں لوگوں کا معاشری قتل ہو رہا ہے لوگ تباہ ہو رہے ہیں۔ لوگوں کی زندگیاں مفلوج ہو رہی ہیں تو اسلئے اُس قسم کا کڑوا گھونٹ لینے کیلئے اپنے وزیر خزانہ کو مستغفاری کرنے کیلئے اجازت دے دی۔ لیکن مہنگی بجلی انہوں نے خرید لی ٹھیک ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ ایرانی میں حالات کو قابو کرنے کیلئے۔ لیکن کیا یہ اُن کارخانہ داروں کیلئے ہوتے ہیں کہ اُنکے پہلے سے اربوں کھربوں روپے ملک

کے اندر اور باہر موجود ہیں۔ اور جب ہم نان شبینہ کیلئے مجبور ہیں اور کوئی ہمارا خیال نہیں رکھتا۔ تو میں اس حوالے سے اس اسمبلی میں اس قرارداد کے حوالے سے کہ فوری طور پر رینٹل پاورز ادھر لگائے جائیں جو کم از کم پانچ سو چھ سو میگا وات بجلی دے سکتے ہوں۔ اور کوئی میں جب لگائیں گے تو ہم انکا تحفظ بھی کر سکتے ہیں انکی سیکورٹی بھی کر سکتے ہیں اور یہاں لوگوں کو فائدہ بھی دے سکتے ہیں۔ یہ مختصر وقت کیلئے جو فوری طور پر short-time کیلئے اس قرارداد، اگر ہم اس قرارداد کو موثر بنانے کیلئے یہ کریں تو ہمارے مطالبه یہ ہو۔ لمبے وقت کیلئے تو ٹھیک ہے ڈیرہ اسماعیل خان والی لائن پر ہم مرکزی حکومت سے یہی مطالبہ کرتے ہیں۔ دادو۔ خضدار والی لائن کو مکمل کرنے کیلئے ہمارا یہ مطالبہ ہو گا۔ اس لائن کو تحفظ دینے کیلئے ہم اُن اداروں سے اور مرکزی حکومت سے یہ کہتے ہیں کہ خدارا جس چیز کو آپ لوگوں نے جواز بنا کر کے اُنکو تحفظ دیا جائے جو کہ تنصیبات کے نام پر شروع کیا گیا یہ کر دیں۔ اور اسکے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر! دوستوں کی مشاورت سے یہ معاملہ اگر اس طرح کل اخبار کی زینت بن جائے کہ ہم نے بجلی کیلئے بات کی۔ یہ بات یہ نہیں ہے مشاورت کر کے اور اسی جو لائی کے میں میں اگر ہم اسلام آباد لانگ مارچ کیلئے گئے اور ہم پارلیمنٹ کے سامنے جائیں گے کیونکہ جب لوگ روڑوں پر نکلیں گے جب یہاں خانہ جنگی ہو گی تو اس سے بہتر ہے کہ ہم یہ سارے پارلیمنٹ کے جو ارکان ہیں، یہاں سے ہم روانہ ہو جائیں اور ہمارا احتجاج، ہماری ایک آواز ہو گی تو وہاں ہم کچھ حاصل بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن جب لوگ وہاں ڈسٹرکٹس کے اندر اور روزگار کی جگہ پر ایک دوسرے کے دست گر پیاں ہوں۔ تو میں سمجھتا ہوں یہ کوئی موثر طریقہ نہیں ہے یہ دشمن کے منصوبے کو پایا تھیں تک پہنچا سکتا ہے۔ تو اس سلسلے میں جناب سپیکر! میری یہی تجویز ہے کہ اس قرارداد کو رینٹل پاور لگانے کیلئے منظور کیا جائے۔ اور لمبے عرصے کیلئے جو صورت حال ہے۔ لیکن اس قرارداد کو موثر بنانے کیلئے دوستوں کی اور تمام سیاسی پارٹیوں کی مشاورت سے لانگ مارچ ہو۔ اور آخوندگی احتجاج کرنے کیلئے میں سمجھتا ہوں کہ سب مشورہ کر کے پھر احتجاج کر لیں۔

جناب سپیکر: Thank you۔ جعفر صاحب! آپ کی تحریک التوا پر کسی نے اُسکی مخالفت نہیں کی ہے تقریباً پورا ہاؤس متفق ہے یقیناً بجلی کی کمی ہے تکلیف ہے لوگوں کو پریشانی ہے اور یہی ایک فورم ہے جس پر یہ آوازِ ٹھائی جاسکتی ہے۔ صادق عمرانی کی تجویز سیکورٹی کے حوالے سے، مولانا باری صاحب کی تجویز بہت اچھی ہے کہ لوکل جو معتبرین ہیں علاقے کے سردار، نواب ہیں انکی مدد لی جائے۔

اسد بلوچ صاحب کی تجویزاً چھی ہے کہ بارہ سو میگاوات حب پر پیدا ہو رہے ہیں اور جو سے بلوچستان کو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ یہ ساری چیزیں ہیں۔ ہم اس تحریک التوا کو rules میں relax کر کے قرارداد کی شکل دینا چاہتے ہیں۔ اُسمیں ہم یہ اضافہ کرتے ہیں۔ صادق صاحب! ذرا آپ سُنیں۔ اُسمیں ہم یہ اضافہ کرتے ہیں کہ بلوچستان کی بجلی کے منسلک کونوری طور پر حل کرنے کیلئے کم از کم دور نیشنل پاور ہاؤسنر بلوچستان میں فوری طور پر لگائے جائیں۔ اور یہ قرارداد وزیر اعظم صاحب کے متوقع دورہ کوئٹہ کے موقع پر مولانا عبدالواسع صاحب سینئر منسٹر کی سربراہی میں تمام جماعتوں کا ایک ایک نمائندہ ایک وفد مل کے اسیلی کی قرارداد وزیر اعظم صاحب کو پیش کریں۔ کہ جی ہماری اسیبلی کا یہ مطالبہ ہے بلوچستان کے عوام کی تکلیفوں کو مد نظر رکھ کر اور ہمیں کم از کم دور نیشنل پاور ہاؤسنر یہاں لگا کر دیں۔ اگر اس سے متفق ہوں تو ان الفاظ کیسا تھا اس قرارداد کو۔۔۔ (مداخلت) دیکھیں ایران کی بجلی فوری طور پر نہیں آئیگی۔ اگر اس قرارداد میں آپ جیسا کہیں لیکن چیزوں کے قابل ہوں جو ہونے کے قابل ہو۔ اور ایران کے اُسمیں یہ آپ add کر لیں کہ ایران کی جو ہماری line existing ہے اُسمیں capacity کم از کم تین میگاوات کی ہے۔ اُسکو فوری طور پر ان سے معاهدہ کر کے generation system میں لے آئیں۔ کیا ان الفاظ کے ساتھ اسکو قرارداد کی شکل میں منظور کیا جائے؟ تحریک التوا نمبر 1 قرارداد کی شکل میں ترمیم شدہ حیثیت میں منظور ہوئی۔ اب ہم آئیں گے قانون سازی کی طرف۔

قانون سازی

جناب سپیکر: وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی بلوچستان تفتیش اور انسداد بد عنوانی کا مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2010ء) پیش کریں۔ وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی تو نہیں ہیں اُنکے behalf پر کون پیش کریگا؟ صادق عمرانی آپ۔

سینئر وزیر: جناب سپیکر! ایک point?

جناب سپیکر: جی سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر: جناب سپیکر! کا بینہ کے ارکان اور دوسرے دوست بھی بیٹھے ہیں یہ بلوچستان تفتیش اور انسداد بد عنوانی کا مسودہ۔۔۔ (مداخلت)

جناب سپیکر: ابھی پیش نہیں ہوا ہے۔ جب پیش ہو جائے جب پیش ہو جائے۔

سینئر وزیر: میری عرض سنئں۔ یہ مجھے یاد نہیں پڑتا ہے کہ یہ کیبینٹ میں آیا ہے اگر میں نہ ہوں یا مجھے یاد نہیں ہو تو شاید اگر کیبینٹ میں آیا ہو تو ٹھیک ہے لیکن میرے خیال میں یہ کیبینٹ میں نہیں آیا ہے۔ اور یہ ہماری سمجھ میں نہیں ہے کہ یہ کیا ادارہ بنائیں گے اور اس کا پھر کیا رول ہو گا۔ اس طرح نہ ہو کہ ہم بلوچستان کے لوگوں کیلئے، کیونکہ ابھی سے لوگ بغیر وارنٹ گرفتار ہوتے ہیں، وہ لے جاتے ہیں۔ اور اب لاپتا افراد کی بات ہے۔۔۔ (مداخلت)

جناب پیکر: مولا ناصاحب!

سینئر وزیر: میری عرض سنئں تو اس بارے میں میں گزارش کرتا ہوں کہ شاید ساتھی میرے ساتھ اتفاق کرتے ہیں یہ موخر کیا جائے اور یہ پیش نہیں کیا جائے۔ کیونکہ ہمارے علم میں آجائے۔ یہ تو میرے علم میں نہیں ہے جناب پیکر! جب میرے علم میں نہیں ہے تو شاید دوسرے دوستوں کے علم میں بھی نہیں ہو گا۔

جناب پیکر: مولا ناصاحب! میرے خیال میں اسکو پیش ہونے دیں۔ دیکھیں میری گزارش سنئں۔ یہ آج پاس نہیں ہو رہا ہے اسکو پیش ہونے دیں۔ اگر اس پر آپکے reservations ہیں۔ تو جب یہ منظور ہونے کیلئے پیش ہو گا اُسوقت آپ اُس پر اپنا۔۔۔ (مداخلت) دیکھیں یہ گورنمنٹ کی طرف سے آیا ہے۔ And you are the government. اسیں میرا کوئی نہیں ہے مجھے گورنمنٹ کی طرف سے برس ملی ہے۔

محترمہ شمع پروین مگسی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب پیکر!

جناب پیکر: جی لاءِ منسٹر صاحب! لاءِ منسٹر صاحب! کم از کم پوری cabinet کو تو on board لیا جائے۔

جب Legislation ہو رہی ہے۔۔۔ It looks very awkward.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب پیکر!

جناب پیکر: جی منسٹر پارلیمنٹری افیئرز!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکر یہ جناب پیکر! سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتی ہوں۔۔۔ (مداخلت)
Asad Sahib! Please listen to Parliamentary Affairs Minister.

جی۔ مسٹر صاحب! آپ بولیں۔

Min : Law And Parliamentary Affairs: Is there is order, I can

speak please ?

جناب سپیکر: جی آپ بولیں۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: Thank you جناب سپیکر! جیسا کہ روایات ہیں اور جس طرح کے ہمارے Laws میں ہیں۔ جتنے بھی اس طرح کے Bills جو پیش ہوتے ہیں یہ Minister for Law and Parliamentary Affairs کیا ہے تو جس کو انہوں نے پیش کرنے کیلئے کہا ہے وہ desire نے Minister for S&GAD پیش کریں۔ لیکن یہ بات میں سب کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! دیکھیں یہ میرا کام نہیں ہے۔ یہ گورنمنٹ کا کام ہے کہ اگر متعلقہ وزیر موجود نہیں ہے تو اسمبلی کو بتایا جاتا ہے کہ اُنکے behalf پر کون پیش کریگا۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیبینٹ کا کوئی بھی ممبر پیش کرے۔ مجھے جو سرکار کی طرف سے آیا ہے You decide among yourselves. مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ صادق صاحب!

Min : For Law & Parliamentary Affairs: The question is not that, we decide among ourselves. There is law.

Mr . Speaker: I mean I have no objection.

Min : For Law & Parliamentary Affairs: But there is a rule and there is a law, thank you .

جناب سپیکر: یہ آپ لوگوں کے اُس پر ہے کہ Who is going to present it? میرا سدالہ بلوچ (وزیر زراعت): جناب سپیکر صاحب! حکومتیں بنتی ہیں اُنکے ادارے ہوتے ہیں، کچھ اصول ہوتے ہیں۔ کیبینٹ وہ ادارہ ہے جو بھی Bill جو بھی قانون ہو کیبینٹ میں debate ہوتی ہے discussion کے بعد پوست مارٹم ہوتا ہے کہ آیا یہ بلوچستان کے مفاد میں ہے یا نہیں۔ یہ قانون کیا اثرات مرتب کریگا۔ تو کیبینٹ میں یہ پیش نہیں ہوا۔ کیبینٹ کے سارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ کون سی چیز ہے کہ جو کیبینٹ سے چھپا کر۔ اگر بلوچستان کے مفاد میں ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لہذا اسکو defer کریں کیبینٹ کی میٹنگ کے بعد ان کو لا یا جائے۔

جناب سپیکر: اسد صاحب! مجھے یہ گورنمنٹ کی طرف سے Legislation آتی ہے۔

سرکار کی طرف سے آتی ہے۔ یہ اسمبلی اپنی طرف سے نہیں کر رہی ہے۔ مجھے سرکار کی طرف سے آیا ہے۔

وزیر زراعت: تو گورنمنٹ ہم ہیں ناں۔ اس لئے گورنمنٹ کے knowledge میں یہ نہیں ہے۔
جناب سپیکر: اسد صاحب! آپ اسکو oppose کر لیں have no objection ابھی ایک Legislation آئی ہے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر صاحب! آپ کا میں نہیں کہہ رہا ہوں آپ اپنی جگہ بالکل صحیح ہیں۔ کیونکہ یہ ہمارے علم میں نہیں ہے۔ گورنمنٹ کے علم میں یہ نہیں ہے۔ گورنمنٹ مجموعی طور پر اس کی بنیت کو کہتے ہیں، کی بنیت کے سارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں کسی کے علم میں نہیں ہے۔ یہ کی بنیت میں جب پیش ہو گا تو اُسکے اگر اچھے پہلو ہیں، ثابت پہلو ہیں۔

جناب سپیکر: جو پیش کر رہے ہیں پہلے میں اس سے پوچھ لوں ناں۔ دیکھیں یہ تو سرکار کا کام ہے کہ وہ اپنی پوری کی بنیت کو board on لے، جب کوئی Legislation کرتی ہے۔

This is not the forum for the Cabinet Members to oppose or
 ابھی تو گورنمنٹ ہی پیش کر رہی ہے مجھے کیا پتا کہ Who is the discuss any Bill.

Government مجھے کہا گیا ہے۔۔۔ (مدخلت)

وزیر زراعت: واپس لے رہے ہیں۔

سینئروزیر: سب کا اتفاق ہے، اتفاق کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: صادق عمرانی صاحب! اگر منشہ واپس لے رہا ہے۔ I have no objection .

میر عبدالرحمن میسگل (وزیر معدنیات): جناب سپیکر! گورنمنٹ ہم ہیں۔ جب ہم کہہ رہے ہیں کہ یہ کابینہ میں پیش نہیں ہوا ہے۔ جب آپ اسکو منظوری کیلئے پیش کریں گے، منظور نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: لیکن وہ بھی تو گورنمنٹ ہے جسکو authorize ہوا ہے کہ اسکو پیش کریں۔۔۔ (مدخلت) authorized.

سینئروزیر: منشہ نے کہا ہے کہ۔۔۔ (مدخلت)

جناب سپیکر: نہیں پیر صاحب! ووٹنگ کا مرحلہ ہی ابھی نہیں آیا ہے۔

پیر عبدالقدار گیلانی: گورنمنٹ کے اندر دو پارٹیاں بنی ہوئی ہیں، ایک پیش کرنا چاہتی ہے ایک نہیں کرنا چاہتی ہے تو آپ سب کا point of view لے لیں کہ پیش ہو یا نہ ہو؟

جناب سپیکر: صادق صاحب! آپ بتائیں آپ نے پیش کرنا ہے۔ میں آپکا سنوں گا آپکا کیا point of view ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جعفر مندوخیل صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں پوچھتا ہوں جیسے مولانا صاحب نے کہا اور اسد صاحب کہہ رہے ہیں۔ اگر یہ کیبینٹ میں پیش نہیں ہوا ہے I think the Cabinet can by-pass not be bypassed.

جناب سپیکر: لیکن جعفر صاحب اُسی کیبینٹ کا Member is authorized to present this bill.

شیخ جعفر خان مندوخیل: اگر کیبینٹ کے مبرز کہتے ہیں کہ ہم نے کیبینٹ سے approve نہیں کیا ہے۔

جناب سپیکر: جعفر صاحب! اُسی کیبینٹ کا Member is authorized, has been authorized to present the Bill. What

Who will guide me? کریں ناں؟ - مجھے تو guide should I do?

شیخ جعفر خان مندوخیل: ایک منٹ! ایک منٹ! مجھے مکمل کرنے دیں۔۔۔ (مدخلت)

جناب سپیکر: جی صادق عمرانی صاحب! میں کس کو سنوں ناں؟

Min : For Law & Parliamentary Affairs: It has not gone through the Cabinet, I am sorry .

Mr . Speaker: You are opposing ?

Min : For Law & Parliamentary Affairs: I am not opposing, but every-body insisting that it should go through the Cabinet .

Mr . Speaker: So what is your point of view ?

Min : For Law & Parliamentary Affairs: My point of view is that it should go through the Cabinet .

Mr . Speaker: You wanted it will go through the Cabinet ?

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: Yes --- (مدخلت)

جناب سپیکر: نہیں ایک منٹ! ناں میں پوچھوں کہ ہمارے پاس کیسے آیا ہے؟ دیکھیں میری گزارش سنیں آپ پلیز مجھے سنیں۔ ظاہر ہے کسی قانون کے تحت یہ Bill اسمبلی میں table ہو رہا ہے۔ کوئی Chair یا سکریٹریٹ اپنی مرضی سے نہیں کرتا ہے۔ ہمیں یہ Legislation گورنمنٹ کی طرف سے آئی ہے۔ یہ گورنمنٹ کی requirements ہیں۔ اور اسکیں وزیر اعلیٰ کو یہ اختیار دیتے ہیں کہ وہ اسکو کیبنٹ سے exempt کریں۔ تو وزیر اعلیٰ نے اسکو یقیناً کیبنٹ سے exempt کر کے بھیجا ہے۔ اب یہ آپ اور وزیر اعلیٰ کے درمیان ہے۔ صادق عمرانی صاحب! جی آپ ہمیں بتائیں۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب سپیکر! جب ہمارے colleagues ساتھی سب اس بات پر بحث ہیں کہ یہ پیش نہ ہو۔ اس لئے چونکہ اس پر بحث مباحثہ کیبنٹ میں نہیں ہوا۔ اصول یہ ہے کہ کوئی بھی قانون یا کوئی بھی Bill جب لایا جاتا ہے آن فلور تو سب سے پہلے کیبنٹ میں اس پر بحث مباحثہ کے بعد پھر Bill یہاں لایا جاتا ہے۔ تو جب ہمارے ساتھی مولانا صاحب اور دوسرے سب یہ بات کہتے ہیں کہ پیش نہیں ہوا ہے تو یہ میرا تو نہیں ہے مجھے authorized کیا گیا مشریع ایڈجی اے ڈی نے کہ جی میں نہیں ہوں آپ میری طرف سے پیش کریں۔ تو لہذا جب سب دوستوں کی رائے یہ ہے کہ پیش نہ ہو تو میں بھی یہ کہتا ہوں کہ پیش نہ ہو۔ (ڈیک، بجائے گئے)

جناب سپیکر: حکومت کو چاہئے کہ کوئی بھی Legislation اسمبلی میں جب بھی جاتی ہے تو یہ embarrassment create کہ گورنمنٹ کیبنٹ کو on-board ہونے سے بہتر ہے کہ ممبرز کو پتا ہونا چاہئے کہ کیا ہو رہا ہے۔ اور یہ بڑے افسوس کی بات ہے گورنمنٹ کی طرف سے کہ اسکی اپنی کارروائی کی خود گورنمنٹ oppose کر رہی ہے۔ لہذا تفتیش اور انسداد

بدعنوانی کا مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2010ء) کو defer کیا جاتا ہے۔ اور سیکرٹری اسمبلی حکومت کو لکھیں کہ جی آئندہ جب بھی کوئی قانون سازی ہوتی ہے تو

At least Cabinet should be taken on board.

وزیر ملکہ آثارِ قدیمہ و لاہوری تحریف بلوچستان ثقافتی ورثہ کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2010ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب سلیم احمد کھوسہ (وزیر زکوٰۃ، عشر، حج و اوقاف اور آثارِ قدیمہ): میں وزیر ملکہ آثارِ قدیمہ و لاہوری تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحفظ بلوچستان ثقافتی ورثہ کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2010ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ تحفظ بلوچستان ثقافتی ورثہ کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2010ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ تحفظ بلوچستان ثقافتی ورثہ کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2010ء) کو فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔ وزیر ملکہ آثارِ قدیمہ و لاہوری تحریف بلوچستان ثقافتی ورثہ کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2010ء) کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر زکوٰۃ، عشر، حج و اوقاف اور آثارِ قدیمہ: میں وزیر ملکہ آثارِ قدیمہ و لاہوری تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحفظ بلوچستان ثقافتی ورثہ کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2010ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ تحفظ بلوچستان ثقافتی ورثہ کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2010ء) کو منظور کیا جائے؟--- (مداغلت) جی! جعفر خان صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر! پہلے کیبینٹ کے مبرز نے اعتراض کیا ہے کہ کیبینٹ سے by-pass کر کے لایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں اُدھر کیبینٹ کا استحقاق مجرور ہوا تھا۔ یہاں اس سلسلے میں sir اسمبلی میں بھی اسکے اوپر میرے خیال میں سب قانون سازی جو ہم کر رہے ہیں وہ bad laws کہلاتے ہیں جب بے یک جنہیں قلم سے، ہمیشہ دنیا میں bad laws ہوتے ہیں جن کے اُوپر کوئی غور و خوض نہیں ہوتا ہے۔ یہاں تو ابھی کیبینٹ میں بھی غور و خوض نہیں ہو رہا ہے اور اسمبلی میں بھی۔ اسمبلی میں اسکے اوپر debate کروائیں۔ اسمبلی کمیٹی کے حوالے کریں۔

تاکہ اسکے اوپر وہ اپنی recommendations proper جو فناوش ہوتے ہیں۔ یہ تو جس طریقے سے ایک سیشن آفیسر یہ قانون تیار کر لیتا ہے وہ پھر forward ہوتے ہوئے آ کر کے اسمبلی سے pass ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اسیں ہماری اسمبلی کی کیبینٹ کی complete input ہونی چاہیے۔ تاکہ وہ دیکھ لے کہ آیا واقعی یہ اچھا قانون ہے؟ واقعی اس قانون کی ضرورت ہے؟ اور واقعی اگر اسکی ضرورت ہے بھی تو اسکے اوپر غور و خوض کے بعد آنا چاہیے میری یہی تجویز ہے۔ کیوں ہم لوگ اپنے آپ کو، کل آنے والی تاریخ ہم سے یہ کہے گی کہ اس اسمبلی نے کسی ایک قانون کے اوپر بھی debate نہیں کی ہے کسی ایک قانون کے اوپر بھی اپنی findings دی ہیں۔ سب کو مقتضیات سے مستثنی قرار دے کر کے فوری طور پر منظور کر دیا۔ یہ تاریخ اپنے آپ کو دھراتی ہے۔ اور نواز شریف کی گورنمنٹ جب برخاست ہوئی تو سب سے بڑا الزام اس پر یہ تھا کہ بھی یا hurriedly قانون سازی کی گئی ہے چاہے وہ ترمیمات آئیں میں کی گئی ہیں چاہے قانون سازی کی گئی ہے اسکے اوپر کوئی چیز نہیں دیکھی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسے اسمبلی کا استحقاق بتا ہے کہ یہ اسے اسمبلی اسکے اوپر debate کرے۔ اسیں اگر اسے کوئی تجاویز لاانا چاہتی ہے تو اُن تجاویز کو پھر گورنمنٹ دیکھ لے۔ پھر اگر وہ منظور ہوتی ہیں واقعی ضرورت ہوتی ہے تو بہتر صورت میں میں سمجھتا ہوں کہ یہ منظور ہو جائیگا۔

جناب سپیکر: جعفر صاحب! آپ کی بات تو بالکل بجا ہے اسٹینڈنگ کمیٹیز ضرور ہونی چاہیں اہم جزو ہیں اسمبلی کی۔ لیکن وہ بھی گورنمنٹ کا کام ہے کہ وہ مشاورت سے وہ اسمبلی کے نام House سے منظور کرائے اور پھر اسٹینڈنگ کمیٹیز کا وجود آئے۔ again گورنمنٹ کا یہ کام ہے Speaker کیں is ready to cooperate with the government. گورنمنٹ جب وہ move کر گی وہ نام House میں تب ہی اس پر منظوری House ہی دے گا۔ اگر سپیکر کے اختیار میں ہوتا تو یقیناً میں بنایا ہوتا۔ یہ House کا ہی کام ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! House بیٹھا ہوا ہے پچھلی دفعہ بھی ہم تین چار آدمی مولانا صاحب موجود ہیں بیٹھ کر کے اسی سپیکر چیمبر میں ہم لوگوں نے ایک گھنٹے کے اندر سب کمیٹیز بنادیں اگلے دن نوٹیفیکیشن ہو گیا۔ یہ اتنی مشکل بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ تحفظ بلوچستان ثقافتی و رشد کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ

قانون نمبر 11 مصدرہ 2010ء،) کو منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ تحفظ بلوچستان ثقافتی و رشد کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2010ء) منظور ہوا۔ وزیر مال بلوچستان قانون اراضیات کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2010ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔ کون وزیر مال کی طرف سے پیش کرے گا؟ اچھا بین الصوابی رابطہ کے وزیر ڈاکٹر قیہ صاحبہ۔

ڈاکٹر قیہ سعید ہاشمی (وزیر بین الصوابی رابطہ): میں وزیر بین الصوابی رابطہ، وزیر مال کی جانب سے تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان قانون اراضیات کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2010ء) کو فی الفور زیر گور لایا جائے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ بلوچستان قانون اراضیات کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2010ء) کو فی الفور زیر گور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی بلوچستان قانون اراضیات کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2010ء) کو فی الفور زیر گور لایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر مال بلوچستان قانون اراضیات کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2010ء) کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر بین الصوابی رابطہ: میں وزیر بین الصوابی رابطہ، وزیر مال کی جانب سے تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان قانون اراضیات کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2010ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ بلوچستان قانون اراضیات---(ماغلت)

Jaffar Mandokhail on a point of order.

شیخ جعفر خان مندو خیل: میں again وہ کہوں گا ایک بار، ایک منٹ میں آپ کہتے ہیں کہ ”زیر گور لا یا جائے“، تو اسی میں غور کس نے کیا ہے؟ تو غور نہیں ہوا۔ تو پہلے زیر گور والا معاملہ حل کریں اسکے بعد پھر اسکو منظور کر لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں پھر اسی point کی طرف جا رہے ہیں کہ one minute.

جناب سپیکر: جعفر صاحب! اگر آپ نے اس پر بات کرنی ہے تو میں آپ کو فلور دیتا ہوں۔

ا بالکل آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ اگر آپ نے اس پر بات کرنی ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: تو ہم کو اس کے papers جب تک، فوری طور پر ابھی اسکو میں، تو جب ابھی زیر یغور لائے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ تو جب introduce ہوا تھا اسوقت پورا مسودہ اسمبلی کے شیدول کے ساتھ تمام معزز نمبر ان کو مل چکا تھا۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: نہیں sir یہ پیش ہو چکا ہے۔

سینئر وزیر: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی سینئر منستر صاحب؟

سینئر وزیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ میرے خیال میں جعفر خان صاحب کے علم میں لانے کیلئے یہ کہ جو گز شترہ نظام تھا کہ ایک ریونیو آفیسر بنا یا گیا تھا۔ اور اراضیات کا اختیار اُنکے پاس تھا۔ تو اب ہم اس کو، اور کوئی نئی چیز نہیں ہے واپس ڈی سی کو منتقل کرنے کیلئے یعنی قانون سازی ہو جائے۔ کیونکہ وہ پرانے سسٹم کے تحت جیسے ناظمین کا نظام تھا یا ڈسٹرکٹ کا نظام تھا وہ ختم ہو گیا واپس پراؤشل بن گیا۔ تو یہ بھی اس طرح کیونکہ کیم رجولائی کے بعد ریونیو آفیسر کیلئے نہ کوئی پوسٹ ہے نہ بجٹ میں اسکے لئے کوئی کام ہے۔ کیونکہ واپس ڈی سی نظام کمشنری نظام جب بحال ہو گیا۔ تو یہ اراضیات کے اختیارات اس سے پہلے بھی ڈی سی کے پاس تھے وہاں ریونیو کا جو نظام تھا پھر ریونیو آفیسر بنا یا گیا تھا۔ اب واپس ڈی سی کو اُسی طرح اختیارات مل رہے ہیں جیسے کہ 2000ء یعنی مشرف صاحب کی حکومت آنے سے پہلے جو نظام تھا یہ صرف وہی چیز ہے۔ اسے کوئی اس طرح کی چیز نہیں ہے کہ نئی بات ہم بمار ہے ہیں کہ اس پر غور و خوض کرنے کیلئے، بلکہ جیسے ڈی سی نظام کمشنری نظام اور لیویز نظام ہم نے پرانی حالت پر بحال کر دیا۔ اسی طرح یہ بھی ریونیو آفیسر کا وہ نظام اور سسٹم ختم ہو گیا اور یہ اختیار ڈی سی کو منتقل کیا جا رہا ہے۔ تو اس وجہ سے اس پر کوئی نئی بات نہیں ہے اسکو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی جعفر صاحب! اگر آپ بات کریں میں آپ کو فور دیتا ہوں۔ آپ بات کریں پھر میں اسکو ووٹ کیلئے پیش کروں گا پھر اس پر ووٹنگ ہو گی۔

شیخ جعفر خان مندوخیل:

نہیں وضاحت کے بعد میں سمجھتا ہوں اسکو ابھی منظور کر دیا

جائے۔۔۔ (مداخلت)

جناب سپیکر: میری گزارش یہ ہے کہ گزشتہ اجلاس میں یہ بل introduce ہو چکا ہے۔ وہ گورنمنٹ نے مجھے کہا ہے اور Government, the Chief Minister is authorized to nominate any Cabinet Member to present any Bill And the گورنمنٹ نے کہا ہے in the absence of the concerned Minister.

Chief Minister is the competent.

سینئروزیر: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی۔

سینئروزیر: جناب سپیکر! اسمیں چیف منستر صاحب نے کائنٹ کے اراکین سے اس نظام کی بحالی کے لئے۔۔۔ (مداخلت)

جناب سپیکر: جی۔ سوال یہ ہے کہ بلوچستان قانون اراضیات کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 12 2010ء مصدرہ قانون نمبر 12 2010ء) کو منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔

بلوچستان قانون اراضیات کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2010ء) منظور ہوا۔

سید احسان شاہ (وزیر صنعت و حرف): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اگر یہ ختم ہو گیا ہے تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی ختم ہوا۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بتائیں جی۔

وزیر صنعت و حرف: شکریہ جناب سپیکر! میں اس منسری کے حوالے سے کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کونسی منسری؟

وزیر صنعت و حرف: آثارِ قدیمہ۔

جناب سپیکر: یہ تور یونیکا تھا اب آپ آثارِ قدیمہ پر بات کر رہے ہیں۔

وزیر صنعت و حرف: sorry جی۔ میں آثارِ قدیمہ پر بات کرنا چاہ رہا تھا۔ لیکن اگر یہ آپ

نمٹا دیں تو پھر مجھے آپ دو منٹ کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: یہ میں نے نمٹا دیا ہے۔ ابھی اگر آپ مجھے اجازت دیں میں وزیر خزانہ سے کہوں کہ وہ آڈٹ رپورٹس پیش کریں پھر اُسکے بعد آپ بات کرنا چاہیں۔ اب وہ میرا مسئلہ نہیں ہے کسی کو تو گورنمنٹ نے authorize کیا ہو گا۔

آڈٹ رپورٹس

جناب سپیکر: وزیر خزانہ حکومت بلوجستان کی ذیل آڈٹ رپورٹس پیش کریں:-

(1) آڈٹ رپورٹ 08-07-2007ء برحسابات پلک سیکٹرانٹر پرائیز حکومت بلوجستان۔

(2) آڈٹ رپورٹ 09-08-2008ء برحسابات پلک سیکٹرانٹر پرائیز حکومت بلوجستان۔

(3) آڈٹ رپورٹ 10-09-2009ء برحسابات پلک سیکٹرانٹر پرائیز حکومت بلوجستان۔

جی وزیر خزانہ پیش کریں۔

مولانا عبدالواسع (سینئروزیر): جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی جانب سے یہ آڈٹ رپورٹ پیش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں کسی اور کو انہوں نے authorize کیا ہے۔ جی۔

سینئروزیر: اچھا جی۔

جناب سپیکر: لاءِ منستر پیش کریں آپ جی۔

محترمہ شیخ پروین مگسی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): میں وزیر قانون، وزیر خزانہ کی جانب سے آڈٹ رپورٹ 08-07-2007ء، آڈٹ رپورٹ 09-08-2008ء اور آڈٹ رپورٹ 10-09-2009ء برحسابات پلک سیکٹرانٹر پرائیز حکومت بلوجستان پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: حکومت بلوجستان کی آڈٹ رپورٹ 08-07-2007ء، 09-08-2008ء اور 10-09-2009ء برحسابات پلک سیکٹرانٹر پرائیز حکومت بلوجستان، اسمبلی قواعد و انصباط کار محربیہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت پیش ہوئیں۔ لہذا یہ آڈٹ رپورٹس مجلس حسابات عامہ کے سپرد کی جاتی ہیں۔ جی پیر عبدالقدوس صاحب!

پیر عبدالقدوس گیلانی: جناب سپیکر! پہلے بھی ایک رپورٹ آئی ہے اور وہ مجلس حسابات یعنی پلک اکاؤنٹس کمیٹی کے حوالے کی گئی ہے۔ تو میں نے پہلے بھی آپ سے سوال یہ کیا تھا کہ کس پلک اکاؤنٹس

کمیٹی کے حوالے کی گئی ہے؟ جناب سپیکر! یہ رپورٹ، اگر پلک اکاؤنٹس کمیٹی کے پاس اُس نے نہیں جانا اور صرف حکومت نے اپنا فرض ادا کیا، آڈیٹر جزل نے اپنا فرض ادا کیا اور یہ رپورٹ میں پیش کی ہیں۔ اور یہاں سے آگے اسے dustbin میں آپ لوگوں نے پھینک دینا ہے۔ اسکے اوپر آپ لوگوں نے کوئی کمیٹی نہیں بنانی ہے۔ ٹھیک ہے گورنمنٹ کا کام ہے کہ وہ کمیٹی بنائے۔ آپکا rule 161 دونوں آپکو بتا رہے ہیں کہ کس طرح سے پلک اکاؤنٹس کمیٹی بنے گی۔ اسمبلی اگر حکومت 161-61 serious نہیں ہے۔ تو کم از کم اسکے اوپر آپ کوئی رولنگ دیں کہ حکومت کیلئے کوئی time-bar کریں۔ ایک ہفتے کے اندر، دو ہفتے میں، ڈھائی سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے کمیٹی نہیں بنی ہیں۔ اور دوسری بات rule 165 کے تحت جو پراوشل اسمبلی کی فانس کمیٹی ہے جسکے بغیر کوئی تعیناتی، کوئی ترقی، کوئی اور purchase اور خراجات نہیں ہو سکتے۔ وہ تو حکومت کے ہاتھ میں نہیں ہے وہ آپکے اختیار میں ہے۔ وہ تو سپیکر نے کمیٹی بنانی ہوتی ہے پھر اسمبلی میں لانا ہوتا ہے۔ اسکا حکومت point out نہیں کرتی۔ وہ سپیکر کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اور سپیکر اسکا چیز میں ہوتا ہے۔ تو ڈھائی سال سے جو خرچے یہاں ہو رہے ہیں اسمبلی کے اندر، وہ سب illegal ہو رہے ہیں۔ یہ جو حکومت اگر کمیٹیاں نہیں بنارہی اور پر دہ پوشی کر رہی ہے اور سب کچھ کر رہی ہے۔ تو اسکے اوپر حکومت فوراً کمیٹیز بنائے۔ سپیکر صاحب! ٹھیک ہے آپ کمیٹیاں نہیں بناتے لیکن آپ یہ رولنگ تو دے سکتے ہیں۔ آپکے روزانہ پرویز یہ کہتے ہیں کہ as soon as possible ہے۔ آپ وہ مثال دیں گے کہ پچھلے دو ماں نہیں بنی تھیں۔ ڈھائی سال بعد نہیں، تین سال بعد نہیں۔ پچھلے دو ماں میں صوبائی اسمبلی کا ممبر نہیں تھا۔ آپ اسوقت ڈپٹی سپیکر تھے۔ یہاں نصف سے زیادہ حضرات اسوقت موجود تھے۔ تو آپ لوگ اسوقت بولتے، اُسکی ذمہ داری مجھ پر نہیں آتی۔ میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ اس پر آج رولنگ دیں اور اس معاملے کو ایک serious معاملے کے طور پر لیں۔ کہ اسمبلی یہاں تو صرف، اگر مجھے اور بختیار ڈوکی کو یہاں سے آپ نکال دیں تو باقی تو ساری کیبنٹ بیٹھی ہوئی ہے۔ تو وہ کیبنٹ میٹنگ کے طور پر اسے تصور کر لیا جائے۔ اسمبلی کا اجلاس کرنا اور خانہ پری کرنے کی کیا بات ہے۔ تمام ہمارے جتنے ممبران ہیں یہاں آج آپ House کا consent لے لیں۔ کس کو اعتراض ہے کمیٹیاں بنانے پر؟ جن کو اعتراض ہے وہ بتا دیں کہ کمیٹیاں نہیں بننی چاہئیں اور یہ رولنگ نہیں ہونی چاہئے۔ جنہیں اعتراض نہیں تو آپ مہربانی کر کے کریں۔ اگر آپ رولنگ

نہیں دیتے اور یہ کمیٹیاں نہیں بنائی جاتیں تو یہ آڈیٹر جزل کی رپورٹ جو یہاں تک آئی ہے۔ پہلے والی رپورٹ پر ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔ اس رپورٹ کو ہم رد کرتے ہیں۔ اور میں اس رپورٹ کو لینے سے انکار کرتا ہوں۔ اور اسکو اس اسمبلی کے اندر جو table کیا گیا ہے اُسکے اوپر بھی میں اعتراض کرتا ہوں۔ اور میں اسکی مخالفت کرتا ہوں۔ اور یہ رپورٹ میں اسمبلی کے اشاف کو واپس کرتا ہوں۔

- Thank you

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ کی بات کو میں صرف اتنا clarify کر دوں کہ جو بھی اسٹینڈنگ کمیٹیز فناں کمیٹی بنی ہے، ان کے ممبرز کی منظوری House سے گورنمنٹ نے لینی ہے۔ صرف دو ایس کمیٹیز ہیں جن کے چیئر میں کا انتخاب By virtue of their post ہوتا ہے۔ ایک ہے فناں کمیٹی جو سپیکر ہو گا۔ ایک ہے ہاؤس اینڈ لاسبریئی کمیٹی جو کہ ڈپٹی سپیکر اسکا سربراہ ہو گا۔ ان کے چیئر میں کا انتخاب نہیں کرنا ہے۔ لیکن ان کے ممبرز کو اس House نے کرنا ہے۔ تو یہ میں آپ کو clarify کر دوں کہ سپیکر کے اختیار میں یہ کمیٹیز نہیں ہیں۔ گورنمنٹ لے آئے ممبرز اس elect کو، جن کی بھی منظوری دیتے ہیں۔ اور مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور میں تو بار بار گورنمنٹ سے یہی کہتا ہوں۔ میں تو بار بار گورنمنٹ سے --- (مداخلت)

پیر عبدالقدار گیلانی: آپ رولنگ دے دیں تین دن میں یہ کمیٹیاں قائم کی جائیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ نے سنا ہو یا شاید آپ اسوقت نہیں تھے۔ میں نے یہ عرض کیا تھا جعفر خان کے اعتراض پر بھی کہ اسٹینڈنگ کمیٹیز ہاؤس کے اہم جزو ہیں ان کو بننا چاہئے۔ اس سے زیادہ میں اور کیا رولنگ دے سکتا ہوں۔ جی مولا ناصاحب! آپ کچھ کہہ رہے ہیں۔

سینئر وزیر: میرے خیال میں گیلانی صاحب بھی اس پر بیٹھ جاتے، انشاء اللہ مشاورت سے، آپ بھی اور سی ایم صاحب بھی آجائیں گے۔ انشاء اللہ ایک مہینے یا ڈیڑھ مہینے کے اندر کوشش کریں گے کہ کمیٹیاں انشاء اللہ سب بن جائیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی احسان شاہ! آپ نے بات کرنی تھی ڈسٹرکٹ سٹریز احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ (وزیر صنعت و حرف): شکر یہ جناب سپیکر! میں آپکا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اطمینان خیال کرنے کا موقع عنایت کیا۔ جناب سپیکر! میں آثار قدیمہ کے حوالے سے کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے علاقے ڈسٹرکٹ کچھ میں ایک جگہ ہے شاہی تمپ۔

جناب پسپکر: کیا نام ہے؟

وزیر صنعت و حرف: شاہی تمپ۔ وہاں جناب والا! پچھلے کئی سالوں سے French expert آ رہے ہیں۔ اور وہاں کھدائی کا کام جاری ہے جنہوں نے وہاں سے بہت ساری ایسی نادر چیزوں نایاب چیزیں دریافت کی ہیں جو شاید تین ہزار چار ہزار سال پرانی بتائی جا رہی ہیں۔ اور پچھلی حکومتوں میں جناب والا! وہاں جو ایک بلڈنگ تھی اُسکو ڈیکلپیر کیا تھا کہ جی یہ آثار قدیمہ کیلئے ہوگی۔ اور یہ چیزیں وہاں place کی جائیں گی اور لوگوں کو دھانے کیلئے اور ہمارا culture اور history کو آگے بڑھانے کیلئے۔ تو جناب والا! وہاں اسوقت جتنی بھی چیزیں ہیں وہ ایک جگہ صندوقوں کے اندر رکھی ہوئی ہیں۔ جن کی چوری ہونے کا بھی خدشہ ہے۔ اور ایک دو دفعہ ان کو چوری کرنے کی کوشش بھی کی گئی جو کہ ناکام ہوئی۔ اب میں گزارش کرتا ہوں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے کہ مہربانی فرمائ کر چونکہ وہاں بلڈنگ موجود ہے چیزیں موجود ہیں۔ ایک دو پوسٹ چاہئیں یا انتظامی لحاظ سے جو کچھ کرنا باتی ہے۔ مہربانی فرمائ کر یہ کر دیں۔ تاکہ آثار قدیمہ کے حوالے سے وہ چیزیں محفوظ رہیں۔ اور لوگوں کو ہمارے culture کا بھی پتا چلے۔ شکریہ جناب!

جناب پسپکر: منشرا آثار قدیمہ! آپ شاہ صاحب کی یہ تجویز سن لیں۔ اور اپنے متعلقہ محکمے سے کہہ دیں۔

جناب سليم احمد کھوسہ (وزیر آثار قدیمہ): انشاء اللہ تعالیٰ جہاں تک میرے knowledge میں ہے، ہمارے محکمے کے ذریعے پورے بلوچستان میں کہیں بھی کام اسوقت نہیں ہو رہا ہے۔ یہ شاید کوئی privately مطلب کچھ اس طرح کے ہیں۔

جناب پسپکر: نہیں تو محکمہ آثار قدیمہ کو تو پتا ہونا چاہئے۔ اب آپ کے knowledge میں چونکہ آگیا ہے۔ آپ اس چیز کا پتا کریں اپنے محکمے کے through اور ان سے کہیں۔ شاہ صاحب سے آپ کے محکمے کے لوگ رابطہ کریں۔ وہ پوائنٹ آؤٹ کریں گے۔

وزیر آثار قدیمہ: جی شاہ صاحب سے coordinate کریں گے اور اس چیز کو ذرا دیکھ لیں گے۔

وزیر صنعت و حرف: جناب پسپکر! یہ حکومت بلوچستان کے توسط سے نہیں ہوا ہے۔ French باہر سے آئے ہیں اور انکا ایک ادارہ ہے اُنہوں نے اس پر کام کیا ہے۔

جناب پسیکر: نہیں لیکن شاہ صاحب! جب حکومت بلوچستان کا آثار قدیمہ کا ایک ملکہ موجود ہے۔ تو اُسکی اجازت یا اُسکی اطلاع کے بغیر اگر کوئی activity ہو رہی اُس ملکے میں تو یہ

اب منظر صاحب! آپ اس چیز کو ذرا نوٹ کریں۔ It is very strange

وزیر صنعت و حرف: جناب! مجھے ایک منٹ دیں میں اُسکی ذرا وضاحت کر دوں۔

جناب پسیکر: جی۔

وزیر صنعت و حرف: جناب والا! اُسی بات نہیں ہے کہ حکومت بلوچستان کی مرضی کے بغیر وہاں کام ہو رہا ہے۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ کا باقاعدہ NOC جاری ہوا ہے۔ اور حکومت بلوچستان کو اطلاع ہوئی ہے۔ یہ کوئی سات آٹھ سال پہلے کی بات ہے جناب! لیکن یہ ہے کہ اُس پر حکومت بلوچستان نے کوئی فنڈ نہیں دیے۔ حکومت بلوچستان کے experts اُسمیں شامل نہیں تھے از خود انہوں نے یہ کام کیا۔ دریافت کر کے حکومت بلوچستان کے حوالے کئے ہیں۔ اب حکومت بلوچستان کا کام ہے کہ وہ اُن چیزوں کو دیکھے۔

جناب پسیکر: لیکن شاہ صاحب! اگر کوئی activity ہوتی ہے تو کم از کم جو ملکہ موجود ہے اسکو تو پتا ہونا چاہئے۔ اگر آپ کچھ ملکے کے حوالے سے کوئی بات ہو رہی ہے بلوچستان میں تو کم از کم انڈسٹریز کو پتا ہونا چاہئے۔ on-board میری یہی گزارش ہے۔ اب منظر صاحب! آپ ذرا بتائیں۔

وزیر آثار قدیمہ: میں تھوڑی سی گزارش کروں۔ پہلے بھی اس طرح ہوا ہے۔ جس طرح شاہ صاحب نے کہا کہ جی کام ہو رہا ہے لیکن گورنمنٹ آف بلوچستان کے knowledge میں ہے لیکن ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے knowledge میں نہیں ہے۔ یہ جو آکر از خود یہاں کام کرتے ہیں، کسی اور ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ مل کر۔ اصل چیزیں جو ہیں sir وہ تو لے جاتے ہیں۔ جو باقی خراب چیزیں ہوتی ہیں، بیکار ہوتی ہیں وہ گورنمنٹ آف بلوچستان کے حوالے کر دیتے ہیں کہ جی یہ چیزیں ہم نے نکالی ہیں یہ پہلے بھی ہو چکی ہیں۔ جو اسوقت بھی میں سمجھتا ہوں کہ لندن کے میوزیم کے اندر بلوچستان کی چیزیں موجود ہیں۔ ہمارے مہرگڑھ کی اور French، فرانس میں، پیرس میں بھی ہماری چیزیں موجود ہیں۔ تو میرے خیال میں یہاں بھی French کام کر رہے ہیں پھر اسی طرح کی گڑبرڑ کر کے چلے جاتے ہیں۔

جناب پسیکر: تو سلیم کھوسہ صاحب! آپ اپنے مکھے کو involve کر رہے کہ اگر کوئی ایسی چیز ہوتی ہے۔

وزیر آثار قدیمہ: سر! ہمارے knowledge میں یہ چیز تھی ہی نہیں۔ ابھی شاہ صاحب لے آئے ہیں۔

جناب پسیکر: اب آگئی ہے تو ذرا آپ اسکو دیکھیں۔
وزیر آثار قدیمہ: جی۔

جناب پسیکر: ٹھیک ہے۔ Thank you جی باری صاحب!
مولانا سید عبدالباری آغا (وزیر پیک ہیلتھ انجینئرنگ): تجویز ہے کہ ہمارے وزیر صاحب بردا محسوس نہ کریں کہ بلوچستان کے آثار قدیمہ میں، جو سب سے بڑا اور پرانا آثار قدیمہ ہے، بلوچستان کی پسمندگی ہے، اسکو شامل کیا جائے۔ بلوچستان کی پسمندگی آثار قدیمہ میں۔

جناب پسیکر: سیکرٹری اسمبلی گورنر صاحب کا حکمنامہ پڑھ کر سنائیں۔
سیکرٹری اسمبلی:

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by clause (b) of Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973,
I Nawab Zulfiqar Ali Magsi , Governor Balochistan , hereby order that
on conclusion of business , the session of the Provincial Assembly of
Balochistan shall stand prorogued on Thursday , 1st July 2010 .

sd/

(**Nawab Zulfiqar Ali Magsi**)

Governor Balochistan

جناب پسیکر: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔
(اسمبلی کا اجلاس دوپہر دو بجے غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا)

